نمبر ۲۸ | مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۳۱ء یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت گو اللہ تعالےٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت اچھی ہے۔ مگر ابھی تک پوری صحت نہیں ہوئی۔ احباب دعا جاری رکھیں۔

یکم ستمبر ایک نوجوان انگریز نو مسلم جو احمدیہ مشن لندن کے ذریعہ عرصہ ہوا مسلمان ہوئے تھے۔ اور جن کا نام مسٹر عبداللہ کارڈل ڈرائٹن ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ سے شرف ملاقات حاصل کرنے کیلئے ولایت سے تشریف لائے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کی اہلیہ صاحبہ بھی ہیں۔ جو بمبئی ٹھیر گئی ہیں۔ نو مسلم موصوف ترکی ٹوپی پہنتے ہیں۔

جناب سید محسن شاہ صاحب ایڈووکیٹ سکرٹری آل انڈیا کشمیر کانفرنس حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملاقات کے لئے ۳۱ اگست تشریف لائے۔ اور یکم ستمبر واپس لاہور چلے گئے۔

حکومت کشمیر سے عارضی صلح کن شرائط پر ہوگی

ریاست جموں و کشمیر کے مسلم نمائندگان کی طرف سے یکم ستمبر کو حسب ذیل تار بنام الفضل موصول ہوا ہے۔ وزیر اعظم کشمیر کے دوست آنریبل نواب سر مہر شاہ صاحب کی کوشش کے نتیجہ میں جو وزیر اعظم کی کوٹھی کے پاس ہی ہاؤس بوٹ میں مقیم تھے۔ عارضی صلح ہو گئی ہے۔ نواب صاحب ممدوح نے مسلم نمائندگان کو تحریک کی۔ کہ عارضی طور پر صلح کر لی جائے۔ اور شرائط بھی انہی کی وساطت سے طے ہوئیں۔ پانچویں شرط (جو وزیر اعظم کے متعلق شکریہ اور امید پر مشتمل ہے) محض مروت کے طور پر شامل کی گئی ہے۔ کیونکہ نواب صاحب موصوف اسے شامل کرنے کے لئے خاص طور پر اصرار کر رہے تھے۔ شرائط اردو میں لکھی گئی تھیں۔ مگر کشمیر گورنمنٹ نے ان کا انگریزی ترجمہ شائع کیا ہے۔ جو غلط فہمی پیدا کرنے والا اور غیر صحیح ہے۔ صحیح شرائط حسب ذیل ہیں۔ مسلم نمائندگان نے وعدہ کیا ہے کہ (۱) موجودہ ایجی ٹیشن بالکل بند کر دی جائے گی۔ مساجد یا دوسرے مذہبی مقامات میں ایسے پبلک جلسے منعقد نہ کئے جائیں گے جن سے حکومت کے خلاف یا فرقہ وارانہ منافرت پیدا ہوتی ہو۔ (۲) مساجد اور زیارتگاہوں میں عام اعلان کر دیا جائے گا۔ کہ مسلمان بیرونی شورش سے متاثر نہ ہوں۔ اور ہز ہائی نس کے جن سے انہیں اپنے جائز حقوق حاصل کرنے کی امید ہے۔ وفادار رہیں گے (۳) بیرونی ہمدردوں سے درخواست کی جائے گی۔ کہ وہ مطالبات کے متعلق آخری تصفیہ تک کوئی ایسی کارروائی نہ کریں۔ جس سے اس فضا میں جس کے مطالبات پر غور کرنے کے لئے ضرورت ہے۔ کسی قسم کا تکدر پیدا ہو۔ (۴) اس سمجھوتہ سے رائج الوقت قوانین میں کوئی مداخلت نہ ہوگی (۵) اس سمجھوتہ کے لئے وزیر اعظم کی مشفقانہ اور ہمدردانہ امداد کے لئے ہم ان کے ممنون ہیں۔ مطالبات کے متعلق ان سے پوری توجہ کی امید رکھتے ہیں۔

نوٹ :- باوجودیکہ ہز ہائی نس کی طرف سے ہماری ۱۵ اگست ۱۹۳۱ء کی عرضداشت کا جواب اطمینان بخش نہیں۔ ہم اس کا احترام کرتے ہیں۔ اور ہز ہائی نس سے وفاداری کی وجہ سے مشروط صلح کے لئے تیار ہیں۔

حکومت نے وعدہ کیا ہے۔ کہ (۱) قصبات اور دیہات میں مسلمان رہنماؤں کی طرف سے اس اعلان عام کے بعد کہ ایجی ٹیشن بند کر دی گئی ہے۔ وہ ان تمام ذرائع کو ترک کر دے گی۔ جو گزشتہ دو ماہ سے اس کی طرف سے اختیار کئے گئے ہیں (۲) وہ ملزم جن کا فسادات کے الزام میں عدالت میں چالان کیا جا چکا ہے ضمانت پر رہا کر دیئے جائیں گے۔ اور تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ شائع ہونے تک ان کے مقدمات کی سماعت ملتوی رہے گی۔ (۳) ان سرکاری ملازمین کے متعلق جنہیں ایجی ٹیشن میں حصہ لینے کے الزام میں موقوف معطل یا تنزل کر دیا گیا ہے اس وعدہ پر کہ وہ آئندہ ایسی باتوں میں حصہ نہیں لیں گے۔ دوبارہ غور کیا جائیگا۔

تبلیغی رپورٹیں

الجماعۃ الاحمدیۃ فی البلاد العربیۃ

طرشیحا گاؤں کے نمبردار کا جواب

نئے ٹریکٹ طرشیحا۔ جدیدہ۔ نعلین و بتہ وغیرہ دیہاتوں میں نمبرداروں کے نام تقسیم کرنے کے لئے بھیجے گئے۔ طرشیحا گاؤں کے نمبردار قاضی شکری صاحب نے شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

آپ کا شریف مبدأ جو دین اسلام کی طاقت و قوت کو بڑھانیوالا ہے۔ بہت پسند آیا۔ اللہ تعالےٰ دین حنیف کے لئے آپ جیسے بہت سے انصار پیدا کرے۔ آپ کے مرسلہ ٹریکٹ آپ کی حسب منشاء تقسیم کر دیئے گئے۔ میں اپنی پوری قوت سے اس عمل میں آپ کا مددگار ہونگا۔ میں امید رکھتا ہوں۔ کہ آپ ضرور مجھے کتب ارسال کریں گے۔ تا ہمارے گاؤں والے آپ کی دعوت سے پورے طور پر واقف ہو سکیں:۔

نیز جدیدہ گاؤں کا نمبردار بھی حیفا آیا۔ اور ایک پادری کا خط بھی ساتھ لایا۔ جس میں اسلام پر اعتراض ہیں۔ اس نے خط میں وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ گفتگو کرنے کے لئے خود حاضر ہوگا:۔

نئے احمدی

دمشق میں برادرم منیر الحصنی کے ٹریکٹ تقسیم ہونے پر مشائخ میں ایک ہیجان برپا ہوگیا۔ ابھی تک مخالفت جاری ہے۔ اور وہ نہایت صبر و استقلال سے ان سب مصائب کو برداشت کر رہے ہیں۔ محمد سعید بن رشید المبیض دمشق سے الحاج محمد الیافادی و محمد حسن ابراہیم اور شیخ آدم بن ابراہیم لیشناق حیفا سے اور عبد افندا الشافعی مصر سے سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سب کو استقامت عطا فرمائے

ایک بیرسٹر کی رائے

برادرم منیر الحصنی اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

رئیس المجلس التاسیسی ہاشم بیگ الاتاسی کے صاحبزادہ عدنان بیگ فرانس سے بیرسٹری پاس کر کے آئے ہیں۔ وہ میرے دوست ہیں۔ جب انہوں نے شام میں میرے خلاف شور سنا تو وہ میرے پاس آئے۔ اور سلسلہ کے متعلق گفتگو ہوئی۔ اس کے بعد بھی وقتاً فوقتاً ملتے رہے۔ اور دین کے متعلق بحث کرتے رہے ایک روز اپنے بہت سے دوستوں سے انہوں نے کہا جب میں فرانس میں تھا۔ اس وقت دین سے بالکل متنفر تھا۔ حتیٰ کہ جہاز میں بھی میں ایک ملحد کی کتاب پڑھ رہا تھا۔ اس وقت ایک پادری میرے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ تم یہ کتاب کیوں پڑھ رہے ہو۔ میں اس کی آراء کو غلط ثابت کر سکتا ہوں۔ بالآخر اس نے مجھ سے کتاب لیکر سمندر میں پھینک دی۔ جب گفتگو ہوئی۔ تو میں نے دل میں کہا۔ کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر پادری بجائے کتاب پھینکنے کے اپنے آپ کو سمندر میں پھینک دیتا۔ لیکن جب میں دمشق پہونچا۔ اور منیر سے ملاقات ہوئی۔ تو مجھے یقین ہوگیا۔ کہ انسان کے لئے دین ضروری چیز ہے اور دین اسلام ہی ایک کامل دین ہے۔ احمدیت کا عالم اسلامی پر بہت بڑا احسان ہے۔ جو اس نے اسلام کی صداقت کو عقلی طور پر ثابت کیا ہے۔ میں نے قبل ازیں ایک خواب میں دیکھا تھا کہ میں ایک مضبوط پہاڑ پر کھڑا ہوں۔ اور بلند آواز سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا نعرہ لگا رہا ہوں۔ سو اس کی تعبیر منیر افندی سے ملاقات ہی تھی:۔

مشائخ نے جو شور شام میں برپا کیا ہے۔ وہ انشاء اللہ علماء کی توجہ سلسلہ کی طرف منعطف کرنے کا باعث ہوگا:۔

ماہواری اجتماع

اس ہفتہ کبابیر میں جماعت احمدیہ حیفا و کبابیر کا اجتماع ہوا جس میں خاکسار اور شیخ فتح الدین التجانی اور رشدی افندی البسطی اور شیخ علی القزق نے تقریریں کیں۔ اس وقت تک دو مولوی بھی سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ انشاء اللہ عنقریب دیہاتوں میں بھی تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا جائے گا۔ دعا کے لئے عاجزانہ درخواست ہے:۔

مصر میں تبلیغ

برادرم عبد الحمید السید اپنے تازہ مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں

آج کل مصر میں لوگوں کی توجہ جماعت کی طرف ہو رہی ہے۔ بہت سے اشخاص ہفتہ واری اجتماع میں سلسلہ کے متعلق باتیں سننے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ بعض اخباروں میں سلسلہ کے خلاف بھی لکھا جاتا ہے۔ گزشتہ ہفتہ بہائیوں سے ایک کامیاب مباحثہ ہوا۔ حاضری تقریباً ساٹھ اور سو کے درمیان تھی۔ شیخ محمود احمد صاحب نے بہائی مناظر پر پچاس کے قریب اعتراضات کئے۔ جن کے وہ بالکل جواب نہ دے سکا:۔

شام میں ایک شیخ سے مباحثہ

برادرم منیر الحصنی کے بڑے بھائی سید محی الدین الحصنی مصر سے شام تشریف لائے۔ ان کے والد احمدیت کے سخت مخالف ہیں۔ اور مشائخ ہمیشہ انہیں منیر صاحب کے خلاف بھڑکاتے رہتے ہیں اس لئے انہوں نے محی الدین الحصنی سے کہا۔ کہ شیخ توفیق الایوبی کو بلوا کر منیر کو سمجھایا جائے۔ چنانچہ اجتماع ہوا۔ شیخ نے ایسے طریق پر گفتگو شروع کی۔ جس سے منیر کا والد متاثر ہو۔ جب منیر نے جواب دینا شروع کیا۔ تو کہا۔ اگر تمہارا مقصد یہ ہے۔ کہ میں اپنا عقیدہ چھوڑ کر اپنے والد کو راضی کروں۔ تو یہ امر ناممکن ہے۔ میں اپنے والد کے ابھی ہاتھ چومنے کے لئے تیار ہوں۔ اور ہر طرح ان کی اطاعت اور عزت و اکرام کرتا ہوں۔ مگر جو تعلق میرے اور میرے رب کے درمیان ہے۔ جو میرے باپ کا بھی خالق ہے۔ اسے میں کسی کے راضی کرنے کے لئے نہیں چھوڑ سکتا۔ خدا تعالےٰ کی رضاء بہر حال مقدم ہے۔ پھر انہوں نے جوابات دیئے۔ جن کا شیخ کوئی معقول جواب نہ دے سکا:۔

دو نئی کتابیں

ایک حمصی عالم نے میرے ٹریکٹ کشف اللثام کے جواب میں فصل الخصام کتاب لکھی۔ جس کے دو حصے ہیں۔ میں نے دونوں حصوں کا جواب لکھکر مصر میں چھپنے کے لئے بھیجدیا ہے۔ جو عنقریب چھپکر تیار ہو جائے گا۔ اس کا نام جوہر الکلام فی الرد علی فصل الخصام ہے۔

(۲) شام میں مشائخ نے منیر کے ٹریکٹ نداء عام کے جواب میں ایک رسالہ لکھا۔ جس میں عوام الناس کو منیر صاحب کے خلاف بھڑکایا اس کے بعد ایک اور رسالہ لکھا۔ جس میں مذاہب اربعہ کے مفتیوں کے فتاویٰ شائع کئے۔ کہ منیر الحصنی مرتد ہوگیا ہے۔ اور مرتد کی سزا قتل ہے۔ ان دونوں رسالوں کے جواب میں میں نے کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام دلیل المسلمین فی الرد علی فتاوی المفتین ہے۔ دس بارہ روز تک انشاء اللہ چھپکر تیار ہو جائے گی۔ امید ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ پر اس کا اچھا اثر ہوگا:۔

حیفا میں تبلیغی دورہ

برادرم شیخ محمد فتح الدین التجانی القدسی اور برادرم شیخ صالح عبد القادر الکبابیری کو تحصیل عکا کے دیہاتوں میں تبلیغ کے لئے روانہ کیا ہے۔ جو آٹھ دس دن تک دیہاتوں کا دورہ کریں گے۔ اللہ تعالےٰ ان کے ساتھ ہو:۔

خاکسار۔ جلال الدین شمس احمدی۔ ۲۸۔ جولائی۔ از حیفا

مختلف مقامات کی تبلیغی رپورٹیں

میاں عزیز الدین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ کمالیہ اطلاع دیتے ہیں:۔ ۷۔ اگست مسلمانان کمالیہ کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مولوی ظفر محمد خان صاحب مولوی فاضل نے "عالم گیر مذہب" اور "قرآن مجید ہی کامل الہامی کتاب ہے" پر عالمانہ تقریر کی۔ حاضرین محظوظ ہوئے ۸۔ اگست پھر جلسہ ہوا۔ جس میں شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل نے وفات مسیح پر تقریر کی۔ تعداد حاضرین ہر دو اجلاس میں خاصی تھی اختتام جلسہ پر اعتراضات کی اجازت دی گئی۔ مگر کسی شخص نے اعتراض نہ کیا۔

۱۵۔ اگست مولوی اللہ دتا صاحب فاضل جب کراچی پہونچے۔ تو خالقدینہ ہال میں "مذاہب عالم پر اسلام کی فوقیت" پر آپ کے ایک لیکچر کا انتظام کیا گیا۔ ڈیڑھ گھنٹہ تک آپ نے زبردست تقریر کی۔ بعد ازاں ڈیڑھ گھنٹہ تک غیر احمدی علماء سے سلسلہ سوال و جواب شروع رہا۔ یکے بعد دیگرے تین مولوی اُٹھے۔ خدا کے فضل سے تقریر کا لوگوں پر اچھا اثر ہوا۔ (محمد بخش)

خاکسار اور مولوی محمد سلیم صاحب موضع بکھو کے ضلع گورداسپور گئے ۱۶۔ اگست احمدیہ جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر خاکسار نے تقریر کی۔ بعد ازاں مولوی محمد سلیم صاحب نے غیر احمدیوں کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۲۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۳۱ء | جلد ۱۹

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ——— نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

ریاستِ کشمیر و مسلم نمائندگان کے درمیان شرائطِ صلح

پر

ایک نظر

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

حیرت

اٹھائیس تاریخ کے اخبارات میں یہ خبر پڑھ کر مجھے سخت حیرت ہوئی۔ کہ مسلمانانِ کشمیر اور ریاست میں باہم سمجھوتہ ہوگیا ہے۔ اس حیرت کی وجہ یہ نہ تھی۔ کہ صلح کیوں ہوگئی۔ کیونکہ میں تو صلح دل سے چاہتا ہوں۔ بلکہ اس وجہ سے کہ جو شرائطِ صلح کی بیان کی گئی تھیں۔ اُن میں بعض بڑے بڑے نقائص تھے۔ اور میں یہ امر تسلیم کرنے کو تیار نہ تھا۔ کہ مسلم نمائندگان نے ان شرائط پر سمجھوتہ کیا ہوگا۔ اور اس وجہ سے گو ضرورت چاہتی تھی۔ کہ میں فوراً ان شرائط پر تبصرہ کروں۔ لیکن مصلحتاً میں نے اس وقت تک انتظار کرنا مناسب سمجھا۔ جب تک کہ خط کے ذریعہ سے ریاست کے اعلان کی تصدیق نہ ہو جائے۔ آخر آج خط کے ذریعہ سے تصدیق ہو گئی۔ اور میں آج ہی یعنی اکتیس اگست اور یکم ستمبر کی درمیانی رات کو ان شرائط پر تبصرہ کرنے کے لئے بیٹھا ہوں ؛

مسلم نمائندگان کے متعلق

مگر پیشتر اس کے کہ میں تبصرہ کروں۔ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ میری تنقید سے کوئی صاحب یہ نتیجہ نکالیں کہ میں مسلم نمائندگان کو بددیانت یا غدار ثابت کرنا چاہتا ہوں۔ میرا یہ ہرگز منشا نہیں۔ کیونکہ ان لوگوں نے اپنے گزشتہ عمل سے اس امر کو ثابت کر دیا ہے۔ کہ ان کے دلوں میں قوم کا درد اور قربانی کی رُوح ہے۔ پس جو کچھ میں ان شرائط کے خلاف لکھوں گا۔ اس کا صرف یہ مطلب ہوگا۔ کہ ان صاحبان سے بوجہ ناتجربہ کاری غلطی ہوئی۔ یہ مطلب نہ ہوگا۔ کہ انہوں نے اپنی قوم کو ریاست کے ہاتھوں فروخت کر دیا ہے۔ پس میں سب لوگوں کو یہ نصیحت کروں گا۔ کہ بجائے ان سے لڑنے یا تفرقہ پیدا کرنے کے۔ وُہ اب یہ کوشش کریں۔ کہ جو غلطی ہو گئی ہے۔ اس کے بدنتائج سے جس قدر ہو سکے۔ بچا جائے۔ اور نمائندگان کو بھی چاہیئے۔ کہ وُہ آئندہ زیادہ احتیاط سے کام لیا کریں اور ہر چمکتی ہوئی چیز کو سونا سمجھنے سے پرہیز کریں ؛

نمائندگان کی غلطی میں اپنی شرکت

میں یہ بات بھی بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اس غلطی میں کسی حد تک میں بھی شریک ہوں۔ اور وُہ اس طرح کہ مجھے شملہ میں یہ معلوم ہو گیا تھا۔ کہ بعض لوگ مہاراجہ صاحب کشمیر کو تاریں دے رہے ہیں۔ کہ اگر ہمیں اجازت دیں۔ تو ہم آ کر کشمیر کی شورش کو دُور کر سکتے ہیں چنانچہ ایک تار اس مطلب کی ڈیویکو کے چائے خانہ میں گورنمنٹ کالج کے ایک پروفیسر سے لکھوائی گئی۔ اتفاقاً ان پروفیسر صاحب کے میزبان ایک کلکٹر صاحب تھے۔ جو اپنے مہمان کے دیر تک غیر حاضر رہنے کی وجہ سے کسی حاجت کے پُورا کرنے کے لئے اُٹھے۔ اور چلتے ہوئے ان کی نظر اس تار پر پڑ گئی۔ اور انہوں نے مجھے بتا دیا۔ اگر میں اسی وقت اخبارات میں اس واقعہ کو شائع کر دیتا۔ تو شاید یہ صورت حالات پیدا نہ ہوتی۔ مگر میں نے تفرقہ کے خوف سے اس ذکر کو اخبارات میں لانا مناسب نہ سمجھا اور نتیجہ وُہ ہوا۔ جو نظر آ رہا ہے ؛

سب سے بڑی غلطی

سب سے پہلی غلطی جو درحقیقت باقی سب غلطیوں کا موجب ہوئی ہے۔ یہ ہے۔ کہ نمائندگان نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے مشورہ نہیں کیا۔ اگر وُہ ایسا کرتے۔ تو جن امور کا انہیں تجربہ تھا۔ ان میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی انہیں مشورہ دے سکتی تھی۔ میرا یہ منشاء نہیں۔ کہ کشمیر کے نمائندے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی رائے کے پابند ہوتے۔ کیونکہ اصل معاملہ ریاست اور رعایا کے درمیان ہے۔ ہم لوگ تو صرف بلوانے پر آئے ہیں۔ پس ہمارا یہ حق نہیں۔ کہ اہلِ کشمیر سے یہ مطالبہ کر سکیں۔ کہ جو ہم کہیں۔ وُہ مانو۔ لیکن اتنا حق ہمارا ضرور قائم ہو چکا ہے۔ کہ ہم سے مشورہ کر لیا جایا کرے۔ کیونکہ اپنی مرضی سے نہیں۔ بلکہ خود اہالیانِ کشمیر کے خطوط اور زبانی شکایات کی بناء پر مسئلہ کشمیر کو ہم نے ہاتھ میں لیا ہے۔ اور باتوں کو جانے دیا جائے۔ صرف کشمیر ڈے پر ہی ہندوستان میں قریباً پچاس ہزار روپیہ کا خرچ ہوا ہے۔ کیونکہ ہزاروں جگہوں پر کشمیر ڈے منایا گیا ہے۔ اور بعض بڑے بڑے شہروں میں اس دن پانچ پانچ۔ چھ۔ چھ سو روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان اور انگلستان میں زبردست پروپیگنڈا کیا گیا ہے۔ اور بعض لوگوں نے اس کام میں دخل دینے کی وجہ سے اپنی پوزیشن کو بھی سخت نقصان پہونچایا ہے۔ غرض وقت۔ عزت۔ اور مال کی قربانی چاہتی تھی۔ کہ ہمارے کشمیر کے بھائی

آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے مشورے لیتے خواہ اسے قبول نہ کرے۔ کیونکہ عقلاً اور اخلاقاً کوئی باہر کا آدمی انہیں اپنے مشورہ کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ اور اگر وہ ایسا کرتے۔ تو مندرجہ ذیل نقائص سے بچ جاتے۔ جو موجودہ معاہدہ میں رہ گئے ہیں؛

اب میں اصل معاہدہ کو لیتا ہوں۔ اس میں مندرجہ ذیل غلطیاں ہوئی ہیں؛

مسلمانوں کے حقوق کے متعلق ریاست نے وعدہ نہیں کیا

(۱) معاہدہ میں مسلمانوں کے حقوق کے متعلق ریاست کی طرف سے ایک لفظ بھی درج نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ مسلم نمائندگان کی طرف سے جو شرائط ہیں۔ ان میں یہ ذکر ہے۔ کہ وہ "ہمارے ان مطالبات کے فیصلہ تک جو ہماری طرف سے آئندہ پیش ہوں۔ کوئی ایسا کام نہ کیا جائے۔ کہ جو پرامن فضاء کو خراب کر کے مطالبات پر ہمدردانہ غور میں مشکلات پیدا کر دے"۔

(ترجمہ از اعلان ریاست)

لیکن ریاست کی طرف سے جن امور کا اعلان ہوا ہے۔ ان میں ایک لفظ بھی اس بارہ میں نہیں ہے۔ کہ آیا ریاست مسلمانوں کے حقوق کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے۔ یا نہیں ہے۔

یہ امر بالکل واضح ہے۔ کہ مسلم نمائندگان کے بیان کی ریاست پابند نہیں۔ اس کے پابند صرف وہی ہیں۔ ریاست پابند انہی باتوں کی ہو سکتی ہے۔ جن کا وہ خود وعدہ کرے۔ پس اس معاہدہ کے رو سے اگر ریاست مسلمانوں کے مطالبات پر غور کرنے سے انکار کر دے یا غور کر کے ان کو پوری طرح رد کر دے۔ تو اخلاقاً ریاست پر کوئی حرف نہیں آتا۔ وہ معاہدہ کو سامنے رکھ دے گی۔ کہ بتاؤ کہاں ہم نے مطالبات پر غور کرنے کا یا کوئی حق دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اس صورت میں مسلمانوں کی گزشتہ قربانی بالکل ضائع ہو جائے گی؛

ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ حقوق کے سوال میں فیصلہ اس شخص کے وعدہ سے ہوتا ہے جس نے کچھ دینا ہو۔ نہ اس شخص کے قول سے جس نے لینا ہو۔ زید نے بکر سے اگر کچھ روپیہ لینا ہو۔ تو زید کے یہ کہہ دینے سے کہ میں روپیہ لوں گا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں بکر جس نے دینا ہے۔ اگر کہے۔ کہ میں روپیہ دے دوں گا۔ تب فیصلہ ہو گا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک ایسا ہی واقعہ گزرا ہے۔ جس سے اس امر کی حقیقت خوب کھل جاتی ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر ایک شرط یہ ہوئی تھی۔ کہ عرب کے جو قبائل چاہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل جائیں۔ اور جو چاہیں مکہ والوں سے دونوں فریق کا فرض ہے۔ کہ نہ صرف آپس میں لڑائی سے بچیں۔ بلکہ جو لوگ دوسرے فریق کے ساتھ مل جائیں۔ ان سے بھی نہ لڑیں۔ مکہ والوں نے اس میں بدعہدی کی۔ اور ایک قبیلہ جو مسلمانوں کا حلیف بن گیا تھا۔ اس پر انہوں نے اپنے دوست قبیلہ کی حمایت میں رات کو حملہ کر دیا۔ ان لوگوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی اور آپ نے اپنے دوست قبیلہ کی حمایت میں مکہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ ادھر مکہ والے چونکہ معاہدہ توڑ چکے تھے۔ اس لئے انہیں بھی فکر ہوئی۔ اور انہوں نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو جو اب تک اسلام نہ لائے تھے۔ مدینہ روانہ کیا۔ کہ جا کر کسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی کو دور کریں۔ انہوں نے آ کر مسجد نبوی میں یہ اعلان کر دیا۔ کہ چونکہ میں صلح حدیبیہ کے وقت مکہ میں موجود نہ تھا۔ اور معاہدہ پر میرے دستخط نہ تھے۔ میں یہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ معاہدہ آج سے سمجھا جائے گا۔ چونکہ دوسرے فریق یعنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے تصدیق نہ تھی۔ سب صحابہ اس پر ہنس پڑے۔ کہ یہ کیا بیوقوفی کا اعلان ہے۔ جب تک ہم لوگ بھی اس امر کو تسلیم نہ کریں۔ صرف ان کے کہنے سے کیا بنتا ہے۔ اور ابوسفیان سخت شرمندہ ہو کر واپس چلے گئے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ باوجود اس اعلان کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ پر چڑھائی کی۔ اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق مکہ فتح ہو گیا۔ یہی صورت موجودہ معاہدہ میں ہوئی ہے۔ مسلم نمائندگان کہتے ہیں۔ کہ ہمارے مطالبات پیش ہوں گے۔ ریاست اس کے جواب میں کوئی وعدہ نہیں کرتی صرف یہ کہتی ہے۔ کہ مقدمات ملتوی کر دیئے جائیں گے اور جو ملازم ایام شورش میں علیحدہ کئے گئے تھے۔ ان سے آئندہ اجتناب کا وعدہ لے کر بحال کر دیا جائے گا یہ بات تو موجودہ ہیجان سے پہلے ہی حاصل تھی۔ اگر سب قربانیوں کے بعد ہمیں یہ حق ملے۔ کہ جس طرح تمہاری حالت پہلے تھی۔ ویسی ہی اب کر دی جائے گی۔ تو ہماری قربانی کا کیا فائدہ؛

انگریزی علاقہ میں گورنمنٹ اور رعایا کی صلح تبھی ہوئی ہے۔ جبکہ حکومت نے پہلے اس امر کو اصولاً تسلیم کر لیا۔ کہ ہندوستان کو آزادی دی جائے گی۔ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس صرف اس کی تفصیلات کے لئے منعقد ہوئی ہے اسی طرح ریاست سے یہ عہد لینا ضروری تھا۔ کہ وہ مسلمانوں کو کامل مذہبی اور انسانی آزادی دے گی۔ ہاں تفصیلات بعد میں طے ہوں گی؛

عارضی صلح کا وقت نہیں مقرر کیا گیا

(۲) اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ ریاست نے زبانی طور پر کوئی ایسا وعدہ کر لیا ہے۔ کہ مسلمانوں کو ان کے حقوق دے دیگی۔ تو بھی ایک سخت غلطی یہ ہوئی ہے۔ کہ عارضی صلح کا وقت مقرر نہیں کیا گیا۔ اگر اس معاہدہ کے رو سے ریاست سالہا سال تک اپنے فیصلہ کو پیچھے ڈالتی جائے۔ تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اور حق یہ ہے۔ کہ رعایا کو اگر کوئی حق آسانی سے مل سکتا ہے۔ تو اگلے پانچ چھ ماہ میں ہی مل سکتا ہے۔ اس کے بعد غیر معمولی قربانیاں کر کے کچھ ملے تو ملے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان دنوں انگلستان میں راؤنڈ ٹیبل کانفرنس ہو رہی ہے۔ اور اس موقع پر بیس کے قریب مسلمان نمائندے وہاں گئے ہوئے ہیں۔ بوجہ روزانہ ساتھ کام کرنے کے انہیں وزراء انگلستان پر اثر ڈالنے کا خاص موقع ہے۔ اسی طرح وہاں کی پبلک پر بھی اثر ڈالنے کا موقع ہے۔ یہ موقع آئندہ لاکھوں روپیہ خرچ کرنے سے بھی نہیں مل سکتا۔ میں جہاں تک سمجھتا ہوں۔ ریاست کی غرض ہی یہ ہے۔ کہ یہ دن کسی طرح گزر جائیں۔ اور انگلستان کے پروپیگنڈا کے اثر سے وہ بچ جائیں۔

یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ معاہدہ ریاست والوں نے کیا ہے۔ نہ کہ باہر والوں نے کیونکہ معاہدہ کی صورت میں خصوصاً جبکہ اس کی ایک شرط یہ بھی ہے۔ کہ مسلمانان کشمیر اپنے باہر کے دوستوں سے بھی یہ امید کرتے ہیں کہ وہ ایجی ٹیشن سے بچیں گے۔ باہر کے لوگوں کی بات کا بھی اثر بہت کمزور ہو جاتا ہے۔ اور ہر سننے والا جو حقیقت سے آگاہ ہو گا۔ صاف کہے گا۔ کہ جب خود باشندگان کشمیر معاہدہ کر کے خاموشی کا اقرار کر چکے ہیں۔ تو تم کون ہو۔ جو خواہ مخواہ شور مچا رہے ہو۔ غرض لازماً اس طرح باہر کے ایجی ٹیشن کا اثر نہایت ہی کمزور بلکہ بے اثر ہو جائے گا۔

یہ امر بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے فیصلہ سے پہلے پہلے انگریزی اثر حکومت ہند میں زیادہ ہے۔ اور اس کو مسلمان اپنی امداد کے لئے زیادہ آسانی سے متحرک کر سکتے

ہیں۔ بہ نسبت ہندو عنصر کے جو لازماً راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے بعد بڑھ جائے گا۔ کیونکہ اس وقت مرکزی حکومت میں ہندوستانیوں کو دخل مل جائے گا۔ جس کا بیشتر حصہ ہندو ہوگا۔ دوسرے موجودہ تجویز کے مطابق خود ریاستوں کو بھی مرکزی حکومت میں اختیارات ملینگے۔ پس اس وقت ریاست پر اثر ڈالنا بہت ہی مشکل ہو جائے گا۔ پس ریاست نے اس وقت عارضی صلح کر کے معاملہ کو پیچھے ڈالنے کی ایک کامیاب کوشش کی ہے۔ اور اس میں سراسر مسلمانوں کا نقصان ہؤا ہے۔

اگر انہی شرائط پر صلح کرنی تھی۔ تو بھی مسلمان نمائندگان کو چاہیئے تھا۔ کہ اس کے لئے کوئی وقت مقرر کرتے۔ کہ ہمارے اور ریاست کے درمیان یہ صلح مثلاً ایک ماہ تک رہے گی۔ اس عرصہ میں ریاست کا فرض ہوگا۔ کہ ہمارے مطالبات پر غور کر کے کسی نتیجہ پر پہنچے۔ اگر وہ نتیجہ ہمارے لئے مفید ہؤا۔ تو یہ صلح مستقل ہو جائے گی۔ اور اگر ہمیں یہ معلوم ہؤا۔ کہ ریاست معاملہ کو بلاوجہ لمبا کرنا چاہتی ہے۔ یا دبانا چاہتی ہے۔ تو ایک ماہ کے بعد دونوں فریق آزاد ہوں گے۔ کہ حسب موقع جو تدابیر چاہیں۔ اختیار کریں۔

دہلی پیکٹ اور ریاست سے عارضی صلح میں فرق

میں اس جگہ پھر یہ امر واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ اس صلح کو دہلی پیکٹ سے کوئی مناسبت نہیں ہے۔ دہلی پیکٹ دو صریح اور اہم امور پر مبنی تھا۔ اول اس پیکٹ کی بنیاد لارڈ اروِن کے اس حتمی وعدہ پر تھی۔ کہ حکومت برطانیہ ہندوستان کو کامل آزادی دینے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ دیر صرف تفصیلات کے طے کرنے کی ہے۔ اور اس قسم کا کوئی وعدہ ریاست کی طرف سے نہیں ہے۔ بلکہ اس کا ہزارواں حصہ بھی نہیں ہے۔ ریاست تو اس سے بڑھ کر یہ کرتی ہے۔ کہ اپنی شرائط میں حقوق کا کوئی ذکر تک بھی نہیں کرتی۔

دوسرا فرق یہ ہے۔ کہ دہلی پیکٹ میں جس طرح گورنمنٹ کو اجازت دی گئی ہے۔ کہ اپنے مروجہ قانون کو استعمال کرے۔ اسی طرح کانگرس کو بھی اجازت ہے۔ کہ قانون کے اندر رہ کر اپنا پروپیگنڈا کرے۔ اور اپنی جماعت کو منظم کرے۔ چنانچہ ان دنوں میں کانگرس نے خاص طور پر اپنے آپ کو منظم کر لیا ہے۔ اور دوبارہ جنگ کے لئے خوب تیار ہو گئی ہے۔ لیکن اس معاہدہ میں صاف طور پر اقرار کیا ہے۔ کہ ایجی ٹیشن قطعی طور پر بند کیا جائے گا۔ گویا جس حد تک موجودہ قانون اجازت دیتا ہو۔ اس حد تک بھی ایجی ٹیشن جائز نہ ہوگا۔ مثلاً اگر کوئی شخص اسلام آباد جا کر مسلمانوں کو یہ بتائے۔ کہ ان کے کون کون سے حقوق تلف ہو رہے ہیں۔ جن کے حاصل کرنے کے لئے انہیں کوشش کرنی چاہیئے۔ تو یہ موجودہ معاہدہ کے برخلاف ہوگا۔ اور ریاست اس پر معترض ہوگی۔ کانگرس پر ایسی کوئی پابندی نہیں۔ وہ صرف اس امر کی پابند ہے۔ کہ گورنمنٹ کے خلاف لوگوں کو اکسائے نہیں۔ لیکن وہ ہندوستانیوں کو اپنے حقوق کے سمجھانے اور ان کے حصول کے لئے ہر قربانی کرنے کے لئے تیار رہنے کی تلقین کرنے میں پوری طرح آزاد ہے۔ اور اس وجہ سے صلح کے دنوں میں اس پر مردنی کی حالت نہیں آ سکتی۔ لیکن ریاست جموں و کشمیر کا معاہدہ ایسا ہے۔ کہ اس قسم کے ذکر اس میں بالکل روک دیئے گئے ہیں۔ اور اگر آج وہاں کے لیڈر مسجد میں کھڑے ہو کر یا کسی گھر میں ہی صرف یہ تقریریں کریں۔ کہ مسلمانوں کے کون کون سے حق مارے ہوئے ہیں۔ اور یہ کہ ان کے حصول کے لئے ہر قربانی کرنے کے لئے انہیں تیار رہنا چاہیئے۔ تو ریاست اسے ضرور قابل اعتراض قرار دے گی۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اہالیانِ ریاست میں مردنی پیدا ہو جائے گی۔ اور سب گزشتہ کوشش برباد اور تباہ ہو جائے گی۔

ریاست سے باہر کا ایجی ٹیشن

(۳) ریاست کی شروع سے یہ کوشش رہی ہے۔ کہ وہ ثابت کرے۔ کہ ریاست کے لوگ تو پُرامن ہیں۔ باہر کے لوگ فساد پیدا کر رہے ہیں۔ اور انہیں اکسا رہے ہیں۔ اس سمجھوتہ میں نمائندگان نے ایک ایسا فقرہ لکھ دیا ہے۔ جس کی بنا پر ریاست کہہ سکتی ہے۔ کہ اس کے اس قسم کے اعلانات صحیح تھے۔ وہ فقرہ یہ ہے۔

"مسلمان باشندگان ریاست باہر کے ایجی ٹیشن سے متاثر نہیں ہوئے۔ اور وہ اب تک اپنے حاکم کے پہلے ہی کی طرح وفادار اور مخلص ہیں"

اس فقرہ کے صاف معنے یہ ہیں۔ کہ ریاست سے باہر کوئی پروپیگنڈا غیر وفادارانہ ہوتا رہا ہے لیکن یہ درست نہیں۔ کوئی پروپیگنڈا ریاست سے باہر ایسا نہیں ہؤا۔ جس کا موجب خود مظلومانِ کشمیر کی فریاد نہ ہو۔ ہم نے کشمیر کے آمدہ خطوط کی بناء پر سب کام شروع کیا تھا۔ اور کبھی بھی عدم وفاداری کا سبق نہیں دیا۔ بلکہ باقاعدہ لکھتے رہے ہیں۔ کہ رعایا اپنے فرماں روا کی وفادار ہے۔ اور خود مطلب حکام مہاراجہ صاحب کو بلاوجہ اکسا کر یہ فساد پیدا کر رہے ہیں۔ نمائندگان کے اس اقرار کی وجہ سے جو انہوں نے یقیناً دھوکہ میں آ کر کیا ہے۔ ریاست ایک ناجائز فائدہ اٹھائے گی۔ اور ان مسلم لیڈروں کو بدنام کرے گی۔ جنہوں نے اہالیان کشمیر کے کہنے پر۔ اور اپنے کسی ذاتی نفع کی خواہش کے بغیر محض ہمدردی کے طور پر اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔

(۴) آخر میں سر ہری کشن صاحب کول کا جو شکریہ ادا کیا گیا ہے۔ وہ بالکل ہی عجیب ہے۔ اور صاف بتاتا ہے۔ کہ اس معاہدہ کی اصل غرض سر ہری کشن کول کو مہاراجہ صاحب کی نظر میں مقبول کرانا ہے۔ میں نہیں سمجھتا۔ کہ نمائندگان کو اس امر کے لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ پندرہ دن پہلے یہ اعلان کر چکے تھے۔ کہ سب فتنہ کول صاحب کی وجہ سے ہؤا تھا۔ پندرہ دن بعد وہ انکی پُرزور تعریف کرتے ہیں۔ مہذب دنیا دونو بیانات میں سے ایک کو ضرور غلط قرار دیگی۔ اور اگر آئندہ کول صاحب مسلمانوں پر کوئی تشدد کرینگے۔ تو ان کے خلاف آواز نہایت بے اثر ہوگی۔ اور یہی سمجھا جائیگا۔ کہ باہر کے لوگوں نے جوش دلا کر احتجاج کرایا ہے۔

ایک فائدہ

خلاصہ یہ کہ معاہدہ اصولاً سخت مضر ہے۔ اور ریاست اس کے ذریعہ سے تمام گزشتہ کوشش کو برباد کر سکتی ہے۔ ہاں ایک فائدہ اس معاہدہ کا ہوا ہے۔ اور وہ یہ کہ ریاست نے ایک دفعہ مسلمانوں کی ہستی کو تسلیم کر لیا ہے۔ لیکن اس فائدہ کے مقابلہ میں نقصان بہت زیادہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ اسی کے بد اثرات سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

سنا گیا ہے۔ کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ معاہدہ صلح حدیبیہ کی طرح ہے لیکن یہ درست نہیں۔ صلح حدیبیہ کی شرائط بظاہر بری نظر آتی تھیں۔ لیکن گہرے غور پر ان میں مسلمانوں کا فائدہ نظر آتا تھا۔ اس معاہدہ کی صورت اس کے برخلاف یہ ہے۔ کہ بظاہر مسلمانوں کے حق میں نظر آتا ہے۔ لیکن بباطن اس میں ان کے لئے سخت نقصانات ہیں۔

ہنستے ہوئے نمایندوں کی غلطی کو منظور کر لیا جائے

مگر خیر اب جو کچھ ہو چکا۔ سو ہو چکا۔ ہمیں گرے ہوئے دودھ پر بیٹھ کر رونے کی ضرورت نہیں۔ اب ہمارا فرض یہ ہے۔ کہ موجودہ حالت سے جسقدر فائدہ اٹھا سکیں اٹھائیں۔ اور اس کے ضرر سے جس قدر بچ سکیں۔ بچیں بہر حال مسلمانوں کے نمایندوں نے یہ معاہدہ کیا ہے۔ اور مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ اس کی پوری طرح اتباع کریں کیونکہ مسلمان دھوکے باز نہیں ہوتا۔ اور جو قوم اپنے لیڈروں کی خود تذلیل کرتی ہے۔ وہ کبھی عزت نہیں پاتی۔ نیز مسلمانوں میں قحط الرجال ہے۔ اور کام کرنے کے قابل آدمی تھوڑے ہیں۔ پس انہی سے کام لیا جا سکتا ہے اور لینا چاہیئے۔ پس یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ اس مضمون کو پڑھ کر کوئی جوشیلا شخص جموں اور کشمیر کے لیڈروں کی مخالفت شروع کر دے۔ انہوں نے دیانت داری سے کام کیا ہے۔ اور ہمیں ان کی قربانیوں کا احترام کرنا چاہیئے۔ اور ہنستے ہوئے ان کی غلطی کو قبول کرنا چاہیئے۔ اور اس کے ضرر سے بچنے کا بہترین طریق سوچنا چاہیئے۔

اب کیا کرنا چاہیئے

وہ طریق میرے نزدیک یہ ہے۔ کہ وقت کی تعیین سے اس معاہدہ کے ضرر کو محدود کر دیا جائے اور آئندہ کے لئے اپنے آپ کو آزاد کرا لیا جائے۔ میرے نزدیک اس کی بہتر صورت یہ ہے۔ کہ دستخط کرنے والے نمائندگان ریاست کو ایک دوسری یادداشت یہ بھجوا دیں۔ کہ چونکہ عارضی صلح کا وقت کوئی مقرر نہیں اور یہ اصول کے خلاف ہے۔ اس فروگذاشت کا علاج ہونا چاہیئے۔ پس ہم لوگ یہ تحریر کرتے ہیں۔ کہ ایک ماہ تک اس کی میعاد ہوگی۔ اگر ایک ماہ کے اندر مسلمانوں کے حقوق کے متعلق ریاست نے کوئی فیصلہ کر دیا۔ یا کم سے کم جس طرح انگریزی حکومت نے ہندوستان کے حقوق کے متعلق ایک اصولی اعلان کر دیا ہے۔ کوئی قابلِ تسلی اعلان کر دیا۔ تب تو اس عارضی صلح کا زمانہ یا لمبا کر دیا جائے گا۔ یا اسے مستقل صلح کی شکل میں بدل دیا جائے گا۔ لیکن اگر ایک ماہ کے عرصہ میں ریاست نے رعایا کو ابتدائی انسانی حقوق نہ دیئے۔ یا ان کے متعلق کوئی فیصلہ نہ کیا۔ تو یہ صلح ختم سمجھی جائے گی۔ اور دونوں فریق اپنی اپنی جگہ پر آزاد ہونگے۔ اس کا یہ فائدہ ہوگا۔ کہ کام کا وقت گزر جانے سے پہلے ہی کچھ نہ کچھ فیصلہ ہو جائے گا۔ یا پھر اہالیانِ کشمیر کے لئے اور ان کے بیرونی دوستوں کے لئے کام کا وقت موجود رہے گا۔ ہم فوراً راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے نمائندوں کے ذریعہ سے اور دوسرے ذرائع سے کام لے کر انگلستان۔ اور دوسرے مہذب ممالک میں پروپیگنڈا شروع کر سکیں گے نیز اس طرح وقت مقرر کرنے سے ہندوستان کے مسلمانوں کا جوش بھی قائم رہے گا۔ اور وہ کام سے غافل نہ ہونگے۔ ورنہ بالکل ممکن ہے۔ کہ اس صلح کا باہر ایسا بُرا اثر پڑے۔ کہ دوبارہ لوگوں کو تیار کرنا مشکل ہو جائے۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ نمائندگان خود بھی اس طرف فوراً توجہ کریں گے۔ اور عام مسلمان بھی ان پر زور دیں گے۔ کیونکہ جو کچھ بھی اس معاہدہ کے نتیجہ میں پیدا ہوگا۔ آخر اس کا اثر نمائندگان پر نہیں۔ بلکہ ان تیس لاکھ مسلمانوں پر ہوگا۔ جن کی نسبت سرالبین بنیر جی لکھتے ہیں۔ کہ وہ بے زبان جانوروں کی طرح ہانکے جا رہے ہیں۔ و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

خاکسار: میرزا محمود احمد

اخبار مشیر لاہور کی غلط بیانی

یہ اظہر من الشمس ہے۔ کہ "کشمیر ڈے" کے روز سری نگر میں مکمل ہڑتال رہی۔ اور تمام شہر کے مسلمانوں نے مظلومین سے اظہارِ ہمدردی کے طور پر سیاہ کپڑے پہنے۔ جن کے پاس سیاہ کپڑے نہ تھے۔ انہوں نے سیاہ نشان بازوؤں پر لگا لئے۔ جس کی تصدیق غیر مسلم اخبار "سول ملٹری گزٹ" اور "سردار" نے بھی کی۔ لیکن پھر بھی ہندو اخبارات نے لکھا۔ کہ کشمیر میں کچھ بھی نہ ہوا۔ خیر ان کی نظر میں کچھ نہ ہوا ہو۔ لیکن ساتھ ہی ایک اشاعت کی تردید دوسری اشاعت میں کرتے ہیں۔ "مشیر" کی کسی گزشتہ اشاعت میں یہ درج ہوا تھا۔ کہ چونکہ "کشمیر ڈے" کے روز سری نگر میں کچھ بھی نہ ہوا۔ اور نہ کوئی جلسہ ہوا۔ اس لئے کوئی چیز قابلِ ذکر نہیں ہے۔ لیکن ۲۴ اگست کی اشاعت کے ضمیمہ میں کشمیر ڈے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ چونکہ کشمیر کے مسلمانوں نے آل انڈیا کشمیر ڈے منانے کے لئے پہلے ہی خوب تیاریاں کی تھیں۔ اس لئے پنڈت ہری کشن کول صاحب کی ہدایت کے بموجب حکام کشمیر نے بہت سے نمبرداروں ذیلداروں کو موقوف کر دیا۔

ہم بھی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ کہ بیشک چیف منسٹر صاحب کی ہدایات کے موجب حکام کشمیر نے نہایت تشدد سے کام لے کر اس یوم کو ناکام بنانے کی پوری کوشش کی۔ یعنی بہت سے سرکاری ملازموں نمبرداروں۔ ذیلداروں کو موقوف کیا۔ اسلامی سکول کے کارکنوں کے نام سرکلر جاری کئے۔ کہ کوئی اسلامی مدرسہ جمعہ کے دن بند نہ ہوئے۔ ورنہ انکی گرانٹ بند کر دی جائیگی۔ تمام گاؤں میں راستوں کی ناکہ بندی کی گئی۔ تاکہ زمیندار قصبہ کے جامع مسجدوں میں نہ جانے پائیں۔ اور وہاں کے حالات سے آگاہ نہ ہوں۔ وزارت شمالی اور وزارت جنوبی کے درمیان لاریوں کی آمد و رفت بند کر دی گئی۔ فرداً فرداً ذمہ دار اشخاص سے امداد طلب کی گئی۔ کہ وہ گورنمنٹ کا ہاتھ بٹائیں۔ یہاں تک سختی کی گئی۔ کہ سرکاری پریس کے ایک ملازم کو صرف اس وجہ سے علیحدہ کیا گیا۔ کہ وہ اس روز سیاہ قمیص پہن کر کام پر حاضر ہوا تھا۔ لیکن باوجود اس کے ہم صاحب دیانت اصحاب سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا گورنمنٹ کامیاب ہو گئی؟ ہرگز نہیں کیا سری نگر کے علاوہ قصبہ اسلام آباد۔ قصبہ بارہمولا سوپور، شوپیاں۔ ہندواڑہ۔ چرار شریف وغیرہ میں مکمل ہڑتال نہیں ہوئی اور جلسے نہ ہوئے۔ ہاں امیرا کدل میں دو دو دکانداروں سے جنکا ذکر "مشیر" نے ہڑتال کی تردید میں پیش کیا ہے دوکانیں کھولیں لیکن وہ دونوں سرکاری آدمی ہیں اور ایک ملٹری کو راشن دیتا ہے۔ اور دوسرا مہاراجہ بہادر کا درزی ہے البتہ ایک چیز نہ ہوئی۔ جس کی پیشگوئی ہندو صاحبان نے کر رکھی تھی۔ یعنے یہ کہ نہ کوئی فساد ہوا۔ اور نہ کوئی لوٹ

جامع مسجد میں حسب رپورٹ پولیس چالیس ہزار کا مجمع تھا جسکو "مشیر" نے سات ہزار لکھا ہے۔ اور یہ بھی لکھتا ہے۔ کہ مولوی عبد اللہ وکیل نے جامع مسجد میں تقریر کی۔ حالانکہ وہ جلسہ میں شریک نہ تھے۔ اور انہوں نے اور نہ کسی اور صاحب نے کوئی ایسی آیت پڑھی جس کے معنے یہ ہوں کہ خون کا بدلہ خون ہے۔ یہ ایسی باتیں ہیں جن کی تردید ضروری تھی سو کی گئی۔ (نامہ نگار)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

اخلاق اور تقویٰ کا لباس بہترین لباس ہے

از حضرت مولانا شیر علی صاحب

فرمودہ ۲۸ اگست ۱۹۳۱ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

انسان کی یہ

فطری خواہش

ہے۔ کہ وہ ذلت اور ہتک سے بچنا چاہتا ہے۔ اور چاہتا ہے۔ کہ بنی نوع انسان کی نظر میں اسے عزت حاصل ہو۔ دنیا میں کوئی انسان بھی اپنی ذلت پسند نہیں کرتا۔ بلکہ چاہتا ہے۔ کہ لوگ اسے عزت کی نگاہ سے دیکھیں۔ اور یہ خواہش بڑے سے لیکر چھوٹے تک ہر انسان کے اندر طبعی طور پر موجود ہے۔ اور اس کا

ادنےٰ سا نشان

اس کے لباس میں پایا جاتا ہے۔ لوگ عام طور پر اچھا لباس پہننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ وہ نہیں چاہتے۔ ہم لوگوں میں تحقیر کی نظر سے دیکھے جائیں۔ ہم دیکھتے ہیں۔ دنیا میں غریب سے غریب لوگ بھی جن کے پاس بہت کم مال ہوتا ہے۔ سفر پر جانے کے لئے خاص لباس رکھتے ہیں۔ اور یہ اس بات کی علامت ہے۔ کہ انسان چاہتا ہے۔ کہ اسے عزت کی نظر سے دیکھا جائے۔ یہ بیشک اچھی خواہش ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ ہم نے تمہارے لئے ایسا لباس نازل کیا ہے جس سے تم بدن ڈھانپتے ہو۔ اور جو تمہارے لئے باعث زینت بھی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جب کبھی نیا کپڑا پہنتے تو دعا فرماتے:۔

الحمد للہ الذی کسانی من اللباس ما اتجمل بہ فی الناس واواری بہ عورتی واعیش بہ فی حیاتی۔

یعنے خدا کا شکر ہے۔ جس نے مجھے ایسا لباس پہنایا۔ جس سے میں بدن ڈھانپتا ہوں۔ اور جو میرے لئے باعث زینت بھی ہے۔

لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ

عزت کرانے اور ذلت سے بچنے کے لئے

یہی کافی نہیں۔ کہ انسان اچھا لباس پہن لے۔ بعض لوگوں کی نظر ایسی کوتاہ ہوتی ہے۔ کہ وہ لباس ہی کو عزت کا ذریعہ سمجھ کر اسے ٹھیک ٹھاک کرنے اور بالوں وغیرہ کو سنوارنے میں گھنٹوں لگے رہتے ہیں۔ لیکن وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں۔ جس کے بغیر حقیقی عزت حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔ اور وہ

اخلاق

ہیں۔ اخلاق بھی انسان کا لباس ہے۔ جو ظاہری لباس سے بہت بہتر اور اعلیٰ ہے۔ اگر ایک انسان متکبر ہے۔ اکڑباز ہے۔ غریبوں سے نفرت کرتا ہے۔ لوگوں پر ظلم کرتا ہے۔ چڑچڑا اور بدمزاج ہے۔ سخت کلام ہے۔ اور دوسرے سے سختی کے ساتھ پیش آتا ہے۔ تو وہ کبھی عزت نہیں پا سکتا۔ جو شخص اس کی بداخلاقی سے واقف ہوگا۔ وہ اسکے لباس کی وجہ سے خواہ وہ کتنا ہی فاخرہ کیوں نہ ہو۔ اس کی عزت نہیں کر سکتا۔ اور اس پر اس نے جو روپیہ اور محنت صرف کی ہے۔ وہ سب ضائع جائیگی۔ لوگ چونکہ اس کے برے اخلاق سے واقف ہوں گے۔ اس لئے اس کا لباس ان کے نزدیک کوڑی کا بھی نہیں ہوگا۔ اور باوجود اس کے ہر ایک اسے تحقیر سے دیکھے گا۔ اور اگر اسے اس امر کا احساس ہے۔ کہ اپنی عزت کرائے۔ تو اسے چاہیئے اپنے

اخلاق درست کرے

اس ظاہری لباس سے جس کے ذریعہ لوگ عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کہیں بڑھ کر

اخلاق کا لباس

ہے۔ چاہیئے۔ کہ اس طبعی خواہش کو پورا کرنے کے لئے کہ میری عزت ہو۔ انسان کو اپنے اخلاق کی درستی کی فکر بھی ہو۔ اور اس طرح اس زندگی اور آیندہ زندگی میں بھی جزا سزا کا جو دن مقرر ہے۔ جب بعض کو عزت کو ملے گی۔ اور بعض کو ذلت۔ اس کے لئے بھی تیاری کرنی چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ہمیں اس وقت بھی عزت حاصل ہو۔ جب اولین وآخرین جمع ہوں گے۔ انسان جب کبھی کسی مجلس میں خصوصاً

معززین کی مجلس

میں جاتا ہے۔ تو ایسا لباس پہنتا ہے۔ جو اس

مجلس کے شایانِ شان

ہو۔ پھر جب اس پر ایسا وقت ضرور آتا ہے۔ جب انبیاء۔ اولیاء و صلحاء۔ اولین وآخرین سب جمع ہوں گے۔ تو اگر وہ عزت حاصل کرنا اور ذلت سے بچنا چاہتا ہے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ اس مجلس کے لئے ایسا لباس تیار کرے۔ کہ اسے ذلت نہ حاصل ہو۔ اور وہ لباس

تقویٰ کا لباس

ہے۔ ہم میں خواہش ہے۔ کہ ہم ذلت سے بچنا چاہتے ہیں۔ اور نہیں چاہتے۔ کہ لوگوں کے سامنے رسوا ہوں۔ چونکہ دونوں جگہ اس کے امکانات ہیں۔ اس لئے دونوں مواقع کی فکر چاہیئے۔ اور دونوں کی تیاری کے لئے

بہترین لباس

تیار کیا جائے۔ جس طرح بڑے بڑے جلسوں میں یا حکام کے پاس جاتے ہوئے خاص لباس پہنتے ہیں۔ اسی طرح چاہیئے۔ کہ آیندہ زندگی کے لئے بھی عمدہ لباس تیار کرائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ انسان اس زندگی میں اپنے لئے جو لباس تیار کرتا ہے۔ وہی اسے آخرت میں ملتا ہے۔ اس لئے ذلت سے بچنے کے لئے جو نہایت دردناک چیز ہے۔ اور حقیقی عزت حاصل کرنے کے لئے چاہیئے۔ کہ

تقویٰ کا لباس

اختیار کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے:۔ آمین

وہ جو اپنی اصلاح نہیں کرتا

جو اپنے آپ کو درست نہیں کرتا۔ وہ نہ صرف اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔ بلکہ اپنے بیوی بچوں پر بھی ظلم کرتا ہے۔ کیونکہ جب وہ خود تباہ ہو جائے گا۔ تو اس کے بیوی بچے بھی ہلاک اور خوار ہوں گے۔ خدا تعالیٰ اس کی طرف اشارہ کر کے فرماتا ہے۔ ولا یخاف عقباھا

مرد چونکہ الرجال قوامون علے النساء کا مصداق ہے۔ اس لئے اگر وہ لعنت لیتا ہے۔ تو وہ لعنت بیوی بچوں کو بھی دیتا ہے۔ اور اگر برکت پاتا ہے تو ہمسائیوں اور شہر والوں کو بھی دیتا ہے۔

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام) الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۳ء

ریاست کشمیر میں موجودہ ایجی ٹیشن کیوں اور کس طرح شروع ہوئی

ریاستی تحقیقاتی کمیٹی میں مسٹر عبدالمجید صاحب قریشی کا بیان

ذیل میں مسٹر عبدالمجید صاحب قریشی کے اس بیان کی نقل درج کی جاتی ہے۔ جو انہوں نے حکومت کشمیر کے انکوائری کمشن کے روبرو دیا ہے۔ یہ بیان نہایت اہم ہے۔ اس سے جہاں ہندوؤں کی سازش کی مصنوعی داستانوں کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ موجودہ ایجی ٹیشن کیوں اور کس طرح شروع ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور ذلت وادبار کے گڑھے میں گرائے رکھنے کے لئے بڑے بڑے ہندو اہلکار کیسی خطرناک سازشوں میں شریک رہے ہیں۔ ایڈیٹر

شہادت دینے کی وجہ

قریشی صاحب موصوف نے بیان دیتے ہوئے کہا۔

میرا اس کمشن کے سامنے بیان دینے کا قطعاً کوئی ارادہ نہ تھا۔ اس کی وجہ یہ نہ تھی۔ کہ مجھے کمشن کے لائق اور فاضل اراکین سے کوئی ذاتی عناد یا دشمنی تھی۔ نہیں بلکہ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ مسلمانان کشمیر نے اس کمشن سے من حیث القوم علیحدگی اختیار کر لینے کا فیصلہ کیا تھا۔ اور چونکہ میں بھی اسی درماندہ اور مظلوم قوم کا ایک فرد ہوں۔ اس لئے مجھے قوم کے فیصلہ کے سامنے جھکنا پڑا۔ لیکن کمشن کے سامنے اس وقت تک جو مواد بصورت شہادت پیش ہوا۔ اور خصوصاً پنڈت گوپا لال بی لے کا بیان جو غلط واقعات کا ایک پلندا ہے اور پھر اسی بیان کو ہندو پریس نے جن خوفناک اور جعلی عنوانات سے شائع کیا۔ اور اس پر تبصرہ کیا ہے۔ اس نے میرے اس ارادہ کو تبدیل کر دیا۔ اور میں اس بات پر مجبور ہوا۔ کہ آپ حضرات کے سامنے موجودہ واقعات کا ایک صحیح اور جامع مرقعہ پیش کروں۔ اور ان غلط فہمیوں کا ازالہ کروں۔ جن کا پنڈت گوپا لال کی شہادت سے پیدا ہونے کا احتمال ہے۔

میرا یہ بیان موجودہ افسوسناک واقعات جو ۱۳ر جولائی کو سری نگر اور اس کے بعد ظہور پذیر ہوئے۔ ان کے متعلق نہیں۔ کیونکہ میں کسی ایک واقعہ کا بھی عینی شاہد نہیں ہوں۔ بلکہ میرا بیان ان اسباب وعلل پر مبنی ہوگا۔ جن کی وجہ سے یہ واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ اور میں ان اسباب کو انشاء اللہ صحیح اور بوضاحت پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔ اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ مجھے اس بات کی توفیق دے۔ کہ میرے قلم اور زبان سے کوئی ایسا لفظ نہ نکلے۔ جو غلط ہو۔ اور جس کی وجہ سے مجھے ندامت اٹھانی پڑے۔ آمین

سر البین بنرجی کا تاریخی بیان

ہندوستان کے مشہور مدبر اور سیاست دان سر البین بنرجی ریاست کشمیر میں دو تین سال تک وزیر خارجہ وسیاسیات رہے۔ اور اس کے بعد وہ مستعفی ہو گئے۔ مجھے اس وقت اس سے غرض نہیں۔ کہ ان کے استعفےٰ کی کیا وجوہات تھیں۔ انہوں نے اپنے استعفےٰ کے فوراً بعد ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندہ کو اپنے مشاہدہ اور تجربہ کی بناء پر جو ان کو اپنی ملازمت ریاست کشمیر میں حاصل ہوا۔ ریاست کشمیر کے مسلمانوں کے متعلق ایک اہم بیان دیا۔ جو ایک تاریخی حیثیت حاصل کر چکا ہے۔ ان دنوں اس پر مخالفانہ اور موافقانہ رنگ میں تبصرہ کیا گیا اور یہ پہلی دفعہ تھی۔ کہ بیرونی دنیا کو کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کی حالت سے آگاہی ہوئی۔ اور معلوم ہوا۔ کہ ہم لوگ کیسی ذلیل زندگی بسر کر رہے ہیں۔

سر بنرجی کے بیان کا اثر ریاست پر

سر بنرجی کے یہ الفاظ کہ مسلمانان کشمیر "Dumb Driven Cattle" گونگی بھیڑوں کی طرح ہانکے جاتے ہیں۔ کوئی معمولی الفاظ نہ تھے۔ چنانچہ ان پر طول وعرض ہند میں ایک ہیجان عظیم برپا ہوتا ہے اور چونکہ یہ ایک مشہور ہندوستانی مدبر کے الفاظ تھے۔ گورنمنٹ کشمیر بھی سر بنرجی کے الفاظ سے گھبرا جاتی ہے۔ اور وہ یہ کوشش کرتی ہے۔ کہ مسلمانان جموں وکشمیر سر بنرجی کے بیان کی تردید کر دیں۔ چنانچہ اس کے لئے پہلے جموں کو انتخاب کیا جاتا ہے۔ اور خان صاحب آغا سید حسین صاحب جو اس وقت جج ہائی کورٹ تھے۔ حکومت کی طرف سے اس کام پر مامور ہوتے ہیں جموں کی انجمن اسلامیہ کے اراکین کو آغا صاحب چائے کی دعوت پر اپنے دولت کدہ پر مدعو کرتے ہیں۔ وہاں انجمن کے اراکین سے کہا جاتا ہے۔ کہ وہ اس بیان کی تردید کریں۔ انجمن اسلامیہ کے چونکہ تمام ارکان ملازم یا ریاست کے پنشنر تھے۔ وہ تردیدی بیان کی اشاعت پر تیار ہو جاتے ہیں لیکن وہاں ایک شخص مستری یعقوب علی ٹھیکیدار دلیری سے کام لیتا ہے اور صاف اور کھلے الفاظ میں اعلان کرتا ہے۔ کہ جب تک ہم عام مسلمانوں سے اس کے متعلق استصواب رائے نہ کر لیں۔ ہمیں اس پر رائے زنی کا کوئی حق نہیں۔ چنانچہ انجمن اسلامیہ جموں اس سلسلہ میں ایک جلسہ کا انعقاد کرتی ہے۔ اور جب اس میں ایک تردیدی بیان کے شائع کرنے کا معاملہ پیش ہوتا ہے۔ تو مسلمانان جموں اس کی اجتماعی طور پر مخالفت کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ تجویز گر جاتی ہے۔ گو اس کے دوسرے روز چند ایک ٹوڈی حضرات جن کو ہر حال میں حکومت کی خوشنودی منظور تھی۔ سر بنرجی کے بیان کی ایک مختصر مجلس میں جو سردار سمندر خان کے ہاں منعقد ہوئی تردید کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد آغا صاحب کو سری نگر بھیجا جاتا ہے۔ تاکہ یہاں کے مسلمانوں سے بھی وہ ایک ایسا ہی بیان حاصل کریں۔ آغا صاحب سرینگر تشریف لاتے ہیں۔ لیکن یہاں بھی انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا نصیب ہوا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب مسٹر واکل وزیر پیشگاہ تھے۔

ہندو عمال کے خوف سے مسلمانوں کی بیچارگی

اس بات سے عیاں ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو اپنی بے بسی اور بیچارگی کا پورا پورا احساس تھا۔ لیکن ہندو عمال ریاست کا خوف کچھ اس طرح ان پر مسلط تھا۔ کہ وہ حقوق طلبی کے لئے زبان کشا نہ ہو سکتے تھے۔ جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں۔ انجمن اسلامیہ نے ایک بند کمرہ میں سر بنرجی کے بیان کی تردید تو کر دی۔ لیکن ساتھ ہی اس کے رکن رکین سردار سمندر خان وشیخ عبدالعزیز مرحوم مسٹر واکل کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور عرض کیا۔ کہ عام مسلمان ہمارے اس تردیدی بیان کی وجہ سے ہم پر سخت ناراض ہیں۔ اس لئے خدارا ان کا منہ بند کرنے کے لئے مسلمانوں کو ان کے حقوق کچھ نہ کچھ دے دو۔ مسٹر واکل نے ان کو جواباً کہا۔ کہ آپ اپنے مطالبات مجھے لکھ کر دے دیں۔ میں سری حضور مہاراجہ بہادر سے وقت لے کر آپ کے ایک وفد کو شرف باریابی دلا دوں گا۔ چنانچہ انجمن اسلامیہ تفصیل کے ساتھ اپنے مطالبات کی تکمیل کرتی ہے۔ اور اس کی ایک کاپی مسٹر واکل کو ان کے حسب ارشاد دے دی گئی۔ مسلمانوں نے ایک وفد بھی تیار کیا۔ لیکن مسٹر واکل جو کہ اپنی خاندانی روایات کے مطابق پکے مہاسبھائی ہیں۔ اس بات کو کب گوارا کر سکتے تھے۔ کہ مسلمانوں کے جائز مطالبات سری سرکار والا مدار کے پیش ہونے دیں۔ جب کہ ان کو خطرہ ہو۔ کہ شاید یہ منظور ہو جائیں۔ اس بات کو قریباً ۴ سال کا عرصہ ہونے کو آیا ہے۔ اور مسٹر واکل کا وعدہ ابھی تک تشنۂ تکمیل ہے۔ اسی پر اکتفا نہ کیا گیا۔ بلکہ سر البین بنرجی کے بیان پر اس وقت مسلم آؤٹ لک۔ اور سیاست لاہور نے مسلم زاویہ نگاہ سے ایک اجمالی تبصرہ کیا۔ تو ان ہر دو اخبارات کا ریاست کی حدود میں داخلہ ممنوع قرار دیا گیا۔ ان واقعات نے مسلمانان کشمیر کو عمال حکومت سے جو کہ تمام ہندو تھے۔ بدظن کر دیا۔ یہ واقعات ہیں جن کو میں مسلمانان کشمیر کی سیاسی بیداری کے دور کی اولین قسط قرار دیتا ہوں۔ اس کے بعد ایک نیا دور شروع ہوتا ہے اور وہ ذرا تفصیل کا محتاج ہے۔

دور ثانی اور بلدیہ سرینگر کا معاملہ

یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ مسلمانان کشمیر کی ہر شعبہ زندگی میں تباہ حالی مسلّم ہے خصوصاً ملازمتوں میں جن پر ریاست کے نظم و نسق کا دارومدار ہے۔ مسلمانوں کی زبوں حالی تشنۂ بیان نہیں۔ باوجودیکہ ریاست جموں و کشمیر کے مسلمانوں کی آبادی ۷۷ فیصدی ہے۔ لیکن ملازمتوں میں ان کا حصہ دو فیصدی کے قریب بھی نہیں۔ اسکی مثالیں میں اپنے بیان کے اگلے حصہ میں اعداد و شمار کے ذریعہ پیش کروں گا اس قلت کو ملحوظ رکھ کر یا اور کسی وجہ کی بناء پر بلدیہ سرینگر میں چند ایک آسامیاں خالی ہوئیں۔ تو بلدیہ کے صدر کی طرف سے ان آسامیوں کے لئے درخواستیں طلب کی گئیں۔ اور اشتہار میں یہ لکھدیا کہ ان آسامیوں کے لئے صرف مسلمان ہی درخواستیں دیں۔ جونہی یہ اشتہار شائع ہوا ہندو پریس اور قوم کی جتنی سبھائیں تھیں۔ انہوں نے اس کے خلاف ایک طوفان بے تمیزی برپا کر دیا۔ مہاراجہ بہادر کو تار دیئے گئے۔ کہ ملازمتوں کے لئے فرقہ وارانہ وباکو نہ پھیلایا جائے۔ اور یہاں تک کشمیری پنڈتوں نے لکھ دیا۔ کہ اگر ملازمتیں مسلمانوں ہی کو دینی ہیں تو ہم تبدیل مذہب کے لئے تیار ہیں۔ ہندو پریس کا شور و شغب اور کشمیری پنڈتوں کی چیخ و پکار آخر رنگ لائی۔ اور مہاراجہ بہادر نے احکام جاری کر دیئے۔ کہ ملازمتوں کے لئے فرقہ داری کے اصول کو "نہ برتا جائے"! اس حکم نے مسلمانوں پر روز روشن کی طرح عیاں کر دیا۔ کہ حصول مقصد کے لئے پراپیگنڈا بہترین چیز ہے۔ اور انہوں نے بھی اس فن کو اختیار کیا ؛

روزنامہ انقلاب میں مسلمانوں کی مظلومی کی داستان

ایک اللہ کا بندہ جس کے دل میں مسلمانوں کا درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اٹھا۔ اور اس نے روزنامہ "انقلاب" کے صفحات پر ایک سلسلہ مکاتیب جاری کیا جس میں اس نے مسلمانوں کے حقوق کی تباہی کی بے شمار داستانیں پیش کیں۔ اور اعداد و شمار کے ذریعہ اپنے دعاوی کو ثابت کیا۔ اس کے پڑھنے سے مسلمانوں کو اپنی مظلومی کا پورا نقشہ سامنے آگیا۔ اسی دوران میں سری سرکار والا مدار گول میز کانفرنس میں شمولیت کے سلسلہ میں انگلینڈ تشریف لے جاتے ہیں۔ اس وقت امور سلطنت سر انجام دینے کے لئے ایک

Cabinet of ministers

(کابینہ وزارت) کے تقرر کا اعلان فرماتے ہیں جس کے ارکان حسب ذیل تھے۔ مسٹر ویکفیلڈ۔ مسٹر راتن ٹھاکر جنک سنگھ۔ ٹھاکر کرتار سنگھ۔ انقلاب کابینہ کی ہیت ترکیبی پر اعتراض اٹھاتا ہے۔ کہ ریاست کشمیر کی آبادی میں چونکہ مسلم اکثریت نمایاں ہے۔ اس لئے لازمی تھا کہ زیادہ نہیں۔ تو کم از کم ایک ممبر تو مسلمان ہوتا۔ ملازمتوں میں بھرتی کے لئے ایک مجلس کا تقرر کیا گیا۔ اور اسکی تکمیل بھی اس طرح کی گئی۔ کہ کوئی مسلم رکن اس میں نہ لیا گیا۔ اس کے ارکان بھی وہی مقرر ہوئے جو کابینہ وزارت کے تھے۔ اور ساتھ ہی ملازمتوں کے لئے جو اصول اور مبادیات وضع کئے گئے۔ وہ ایسے تھے۔ کہ ان کی موجودگی میں کسی مسلمان کے لئے ملازمت حاصل کرنا ایک ناممکن امر تھا۔ مثلاً اوّل تو کوئی مسلمان ممبر اس مجلس میں نہ لیا گیا تھا۔ دوم امیدوار کا تعین ۲۱-۲۳ سال رکھا گیا۔ سوم عربی زبان کو امتحانی نصاب سے اڑا دیا گیا۔ حالانکہ سنسکرت کو شامل کر لیا گیا۔ چہارم۔ امتحان میں شمولیت کے لئے فیس ۲۵ روپے مقرر کی گئی۔ اس مجلس کی تکمیل اور اصول و مبادیات پر "انقلاب" میں پھر ایک مقالہ شائع ہوتا ہے۔ جس میں یہ واضح طور پر ظاہر کیا گیا۔ کہ چونکہ اب اللہ کے فضل سے کشمیر میں تعلیمیافتہ مسلمانوں کی کمی نہیں اور وہ عمال حکومت سے مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ ان کو ملازمتیں دی جائیں اس لئے ان کو اس حق سے محروم رکھنے کے لئے اس مجلس کا ڈھونگ رچایا گیا اور اس کی تہ میں مسٹر واتل کا دماغ کام کر رہا تھا۔ کیونکہ مسٹر واتل کو اچھی طرح سے معلوم تھا۔ کہ مسلمان ان کڑی شرائط کو پورا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس وقت جتنے تعلیم یافتہ مسلمان تھے۔ سب کی عمر مقرر شدہ عمر سے زیادہ تھی۔ ۲۵ روپے فیس داخلہ مسلمان بوجہ اپنی غربت کے دے نہ سکینگے۔ اور پھر عربی زبان کو امتحان سے نکال کر مسلمانوں کی مذہبی زندگی پر بھی حملہ کر دیا گیا۔ یہ سب کچھ ایک سازش کے ماتحت جو ہندو عمال حکومت نے اس امر کے متعلق کر رکھی ہے۔ کہ مسلمان کو ہر حال میں انکے جائز حقوق سے محروم رکھا جائے کے ماتحت عمل میں لایا گیا۔

ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن جموں میدان عمل میں

ادھر جس وقت یہ واقعات انقلاب کے صفحات پر رونما ہوتے ہیں۔ اور عام مسلمانوں کو اسباب کا علم ہوتا ہے۔ کہ ہمارے لئے مسٹر واتل ٹھاکر کرتار سنگھ اور پنڈت رام چند کاک وغیرہ نے مل کر کیا خوفناک جال بچھایا ہے۔ تو ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن جموں میدان عمل میں آتی ہے۔ اور ایک پبلک جلسہ میں وہ کابینہ وزارت۔ ملازمتوں میں بھرتی کی مجلس۔ اور موجودہ نظام حکومت کے خلاف عدم اعتماد کا اظہار کرتی ہے۔ ادھر کشمیر کے نوجوان تعلیم یافتہ مسلمانوں کی ایک جماعت مسٹر ایس۔ ایم عبداللہ ایم۔ ایس سی کی زیر قیادت کابینہ وزارت کے اجلاس میں پیش ہوتی ہے۔ اور وہاں یہ کہدیا جاتا ہے۔ کہ ایسی مجالس کا تقرر اور قوانین کا نفاذ محض اس لئے کیا جا رہا ہے۔ کہ اب ریاست میں تعلیمیافتہ در بدر ہو رہے ہیں انکو محض اپنے جائز حقوق سے محروم رکھنے کے لئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔ ورنہ کیوں ان باتوں پر پہلے عمل نہ کیا گیا ؛

انقلاب کا داخلہ بند

کابینہ کے اجلاس میں ان کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ لیکن اس کا یہ اثر ضرور ہوتا ہے۔ کہ انقلاب کا داخلہ حدود ریاست میں ممنوع قرار دیدیا جاتا ہے۔ اس امر نے پھر ایک بار مسلمانوں پر واضح کر دیا کہ عمال حکومت کس طرح مسلمانان کشمیر پر ان کی زندگی کو دو بھر کرنا چاہتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے دلوں میں کابینہ وزارت نے اپنی مسلم کش روش سے جو پہلے ناسور ڈالے تھے۔ مثلاً پرنسپل کالج کی آسامی کے بہترین مسلم امیدوار کو چھوڑ کر ہندو کی سفارش کرنا۔ ریشم کے کارخانہ کی اجارہ ولدی ایک ہندو کے سپرد کرنا۔ ان میں ایک اور کا اضافہ ہوتا، کہ ہماری دہی حالت ہے، اب

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مر جاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

میں اسجگہ گلشن کے معزز اراکین کی خصوصی توجہ انقلاب کے داخلہ پر بندش عائد کرنے کے سلسلہ میں مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ انقلاب میں کم و بیش ۲۰ مضامین شائع ہوئے۔ انمیں خاص طور پر ان باتوں کو ملحوظ رکھا گیا (۱) سری سرکار والا مدار کی شان میں ایک حرف تک نہ لکھا۔ بلکہ بے انتہا تعریف کی۔ (۲) انقلاب نے کبھی مسلمانوں کو بغاوت کی تلقین نہ کی بلکہ بار بار اعلان کرتا رہا کہ مسلمان آئین کے اندر رہ کر اپنے حقوق کیلئے جدوجہد کریں (۳) انقلاب نے کبھی کوئی واقعہ غلط نہ لکھا جسکی تصدیق اس امر سے ہوتی ہے کہ باوجود انقلاب کے بار بار چیلنج کے حکومت کیطرف سے اس کے بیان کردہ واقعات کی تردید نہ کی گئی۔ (۴) انقلاب نے کبھی کسی ہندو آفیسر کے خلاف محض ہندو ہونیکی وجہ سے نہ لکھا۔ بلکہ اس نے جب کسی مسلمان کو دیکھا کہ اس نے مسلم حقوق سے غداری کی۔ تو اس کے خلاف اس نے سختی سے لکھا۔ ملاحظہ ہوں مضامین متعلقہ خان بہادر آغا سید حسین صاحب و خان بہادر شیخ عبدالقیوم صاحب اور خلیفہ عبدالرحیم صاحب

ان حالات کی موجودگی میں انقلاب کے داخلہ پر بندش عائد کرنا صریح خلاف انصاف تھا۔ حالانکہ ہندو اخبارات اس سے بڑھ بڑھ کر مسلمانوں کے خلاف لکھتے رہے۔ مگر ان کے خلاف کبھی کوئی تادیبی کارروائی نہ کی گئی۔ مسلمانان کشمیر پر اس بندش نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ اور مسلمانوں نے محسوس کیا۔ کہ حکام ریاست مسلمانوں کی ہلکی اور مدھم سی آواز سننے کے بھی روادار نہیں۔ اور مسلمانوں کی بے چینی میں مزید اضافہ ہوا۔ یہ بات قابل غور ہے کہ پنجاب میں صرف چار مسلم روزنامے ہیں جن میں سے تین کا داخلہ ریاست کشمیر کی حدود میں بند ہے ؛

مسلمانوں کے خلاف ریاستی حکام کی سازش

یہ سب کچھ ایک سازش کے تحت عمل میں آ رہا ہے۔ اور اس سازش میں جیسا کہ واقعات اور حالات سے ثابت ہوتا ہے ریاست کی بڑی عظیم الشان ہستیاں انکی تہ میں کام کر رہی تھیں۔ یعنی مسٹر واتل۔ ٹھاکر کرتار سنگھ اور پنڈت رام چند کاک اور مسٹر ویکفیلڈ ان سب کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنے ہوئے ہیں۔ ٹھاکر کرتار سنگھ صاحب نے اپنے حق میں پراپیگنڈا کرانے کے لئے ہندو اخبارات کے نامہ نگار پنڈت گوشا لال بی اے کو اپنا ملازم رکھ لیا۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ مسٹر گوشا لال اس دفعہ جموں تشریف لے گئے۔ ٹھاکر صاحب کو پراپیگنڈا کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ اسکی وجہ یہ تھی۔ کہ انقلاب نے ٹھاکر کرتار سنگھ کے خلاف سختی سے لکھا تھا۔ اور مسلمانوں کی انجمنوں نے بھی سختی سے احتساب کیا تھا چنانچہ مسٹر گوشا لال کے ذریعہ پہلے پرنسلی انڈیا Princely India میں مسٹر ویکفیلڈ۔ مسٹر ڈبے۔ سابق مشیر مال خان بہادر خان عبدالمجید خان صاحب کے خلاف پراپیگنڈا شروع کیا گیا۔ تاکہ

گڑ ڈوبے کو ریاست کی ملازمت سے علیحدہ کرا کر شیر مال کی گدی ٹھاکر کرتار سنگھ صاحب کے سپرد کرا دی جائے۔ اور ۲۱ فروری ۱۹۳۱ء کے پرنسلی انڈیا میں اسی گوپال لعل کے قلم سے ایک مضمون شائع ہوا۔ کہ انقلاب جو کچھ لکھتا رہا۔ اور ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن جو کچھ مسلم مفاد کے لئے کام کرتی رہی۔ ایک سازش کا نتیجہ ہے۔ اور یہ اسی مضمون کی صدائے بازگشت ہے۔ کہ آج تمام ہندو پریس اور ہندو قوم مسلمانوں کی حقوق طلبی کو ایک سازش قرار دے رہی ہے۔ حالانکہ اس میں رتی بھر بھی سچائی نہیں۔ ٹھاکر کرتار سنگھ صاحب نے ایک اور چال چلی کہ اپنے آپ کو مسلمانوں میں ہر دلعزیز بنانے کے لئے ایک غیر معروف شخص مسمی عبدالحق ڈوگرا کو گانٹھا۔ اور اس سے ایک کتاب انکشافات حقیقت لکھوائی گئی۔ اس کتاب میں ٹھاکر صاحب کی بے انتہا تعریف کی گئی۔ اور چونکہ ٹھاکر صاحب محض اپنی تعریف لکھوانے سے ریاست سے انعام نہ دلا سکتے تھے۔ اس لئے اس میں تھوڑا سا ذکر خیر مسٹر ویکفیلڈ کا بھی کر دیا گیا۔ اور اس صلہ میں عبدالحق مذکور کو ایک ہزار روپیہ بطور انعام دلایا گیا۔ اس کتاب میں مہاراجہ بہادر کی بھی اتنی تعریف نہ کی گئی تھی۔ جتنی ٹھاکر صاحب کی تھی۔ ان تمام واقعات کا اچھی طرح مطالعہ کرنے کے بعد ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن مسلمانوں کی قیادت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لیتی ہے۔ اور اس جگہ مسلمانان کشمیر کی بیداری کا دور ختم ہوتا ہے۔ اب دور ثالث شروع ہوتا ہے جس میں موجودہ افسوسناک واقعات ظہور پذیر ہوئے۔

مسلمانوں کی بیداری کا دور ثالث

ریاست کشمیر کی تاریخ میں اب ایک نئے باب کا اضافہ ہوتا ہے جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں مسلمانان کشمیر نے اپنے حقوق کیلئے جدوجہد شروع کر رکھی تھی۔ اور عمال حکومت ان کے ہر مطالبہ کو ٹھکرا رہے تھے۔ ادھر مہاراجہ صاحب بہادر بنفس نفیس ولایت میں تھے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا۔ کہ مسلمان سری سرکار والا مدار کی واپسی پر یورپ تک صبر کرتے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ مہاراجہ بہادر جب یورپ سے واپس تشریف فرما ہوئے۔ تو مسلمانوں نے اپنی روایتی وفاداری کا ثبوت خیر مقدم اور تار کے ذریعہ دیا۔ اور مسلمانوں کی امید بندھ چلی۔ کہ اب ان کی بھی شنوائی ہوگی

راجپوت سبھا کا روڑا

لیکن ادھر ٹھاکر کرتار سنگھ نے ایک اور سازش کھڑی کر دی یعنی راجپوت سبھاجوں کے ارکان کو ابھارا۔ کہ مسلمان اپنے مطالبات کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ اور بہت ممکن ہے۔ کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں۔ اس لئے آپ ان کے خلاف مخالفانہ پراپیگنڈا شروع کر دیں۔ چنانچہ راجپوت سبھا نے پریس اور پلیٹ فارم کے ذریعہ اس تحریک کو فرقہ وارانہ تحریک قرار دے کر اس کی مخالفت شروع کر دی۔ اور یہاں تک کہا گیا۔ کہ مسلمانوں کی یہ تحریک حاکم دین مہاراجہ بہادر کو گدی سے اتار کر مسلم راج قائم کرنے کیلئے شروع کی گئی ہے۔ یہ واقعات مجھے پنڈت گوپال لعل نے بتائے۔ اور اس نے یہاں تک کہا۔ کہ اب تو میں نکلہ کر مسٹر ویکفیلڈ کو دے چکا ہوں۔ کہ پریس میں جو کچھ میں آپ کے مخالف لکھتا رہا۔ وہ ٹھاکر کرتار سنگھ کے ایما پر لکھتا رہا۔ کیونکہ وہ مجھے تنخواہ دیتے ہیں مگر آئندہ میں ایسا نہ لکھا کروں گا۔

راجپوت سبھا کے اس اقدام پر ہندوؤں کی تمام سبھاؤں نے لبیک کہا اور کوشش یہ کی گئی۔ کہ کسی طرح ہندو مسلم فساد کرایا جائے۔ تاکہ مسلمانوں کے مطالبات منظور نہ ہو سکیں۔ مسلمان چونکہ قدرتی طور پر امن پسند واقع ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ اس سے اجتناب کرتے رہے۔ حالانکہ ڈوگرا سبھاؤں نے مسلمانوں کو کئی بار پریس اور پلیٹ فارم کے ذریعہ تلوار کی دھمکی دی

مذہبی معاملات میں مداخلت

جب مسلمانوں نے ان کی اس بات کو درخور اعتنا نہ سمجھا۔ تو پھر مسلمانوں کو اشتعال دلانے کیلئے ایک اور چال چلی گئی۔ اور وہ یہ تھی۔ کہ ان کے مذہب میں مداخلت کی جائے۔ اور اس کیلئے چوہدری رام چند ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس جموں کی خدمات حاصل کی گئیں جنہوں نے کھتول کے ذریعہ اس پروگرام پر عمل شروع کر دیا۔ پہلے عید کے خطبہ کی بندش کی گئی۔ پھر توہین قرآن کریم کی گئی لیکن مسلمانوں نے باوجود ان باتوں کے امن کے رشتہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ آخر حکومت کشمیر نے مسلمانوں کا ایک وفد طلب کیا۔ جو تیار کیا گیا۔ اور یہاں آ کر لیت و لعل کیا گیا کہ پہلے ہندو مسلم فضاء درست کر لو۔ پھر تمہارے وفد کو شرف باریابی بخشا جائیگا۔ مسلمانوں نے کہا۔ کہ یہ سوال ہماری طرف سے نہیں اٹھایا گیا۔ تا آنکہ سری نگر میں گولی چلنے کا حادثہ رونما ہو گیا۔

خاتمہ سخن

میں اپنے بیان کو ان الفاظ کے ساتھ ختم کرتے ہوئے۔ اور آپکی سمع خراشی کیلئے معافی چاہتے ہوئے چند ایک باتیں اپنے متعلق بھی عرض کرنی چاہتا ہوں۔ میں ڈائرکٹر جنرل ایگریکلچر اینڈ کوآپریشن کے دفتر میں کلرک تھا۔ مجھے ۷ اگست وہاں سے برطرف کر دیا گیا۔ جس کی وجہ یہ بتلائی جاتی ہے۔ کہ میں سیاسیات میں حصہ لیتا ہوں۔ یہ سب کچھ سی۔ آئی۔ ڈی کی رپورٹوں پر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ میں کسی انجمن کا ممبر نہیں ہوں کبھی تقریر نہیں کی۔ باوجود اس امر کے مجھے موقوف کیا جاتا ہے۔ یہ کیوں اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ تمام ہندو افسر کسی مسلمان کا ملازم دیکھنا گوارا نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مسلمان روز بروز موجودہ نظام حکومت سے متنفر ہو رہے ہیں۔ اور اب یہ وقت ہے کہ مسلمانوں کے مطالبات تسلیم کر کے ان کی اشک شوئی کی جائے ورنہ کیا معلوم ان واقعات کے بعد مزید کیسے تلخ واقعات رونما ہوں

ریاستی محکموں میں مسلمانوں کی حالت زار

جیسا کہ میں اپنے بیان کے پہلے حصہ میں عرض کر چکا ہوں آپ کے سامنے ایک دو محکمہ کی مثالیں پیش کرتا ہوں جس سے یہ امر آپ پر بخوبی روشن ہو جائیگا۔ کہ میرا بیان کہاں تک حقائق پر مبنی ہے۔

محکمہ پولیس :- اس محکمہ میں ۸ گزیٹڈ آسامیاں ہیں جن میں ۶ ہندو اور ۲ مسلمان ہیں۔ انسپکٹر جنرل پولیس کے دفتر میں مسلمان کلرک تو کجا ایک چپڑاسی تک بھی مسلمان نہیں۔ یہی سی۔ آئی۔ ڈی برانچ کی حالت ہے۔ اور یہی ٹریفک برانچ کی حالت ہے۔ ۱۷ پولیس انسپکٹروں میں سے صرف ایک مسلمان ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے خلاف کیسی کیسی خوفناک داستانیں اس محکمہ سے وضع ہوتی ہونگی۔ اور ان میں سے ایک کا میں بھی شکار ہوا

محکمہ تعمیرات امور عامہ :- اس محکمہ میں ۲۰ گزیٹڈ آسامیاں ہیں۔ جن میں سے صرف ایک مسلمان ہے۔ وہ بھی حال میں ایک ماہ ہوا اس آسامی پر مقرر کیا گیا۔ چیف انجینئر کے دفتر میں ۳۰ کلرکوں میں سے ایک بھی مسلمان نہیں۔

بجلی کا محکمہ :- اس محکمہ میں کوئی بھی مسلمان گزیٹڈ آسامی پر نہیں اور نہ ہی اس محکمہ میں کوئی مسلمان کلرک ہے۔ خواہ وہ چیف انجینئر کا دفتر ہے۔ یا ڈویژنل انجینئر کا۔

محکمہ کسٹم :- اس محکمہ میں کوئی بھی مسلمان گزیٹڈ آفیسر نہیں انسپکٹر جنرل کسٹم اینڈ ایکسائز کے دفتر میں ۲۴ کلرکوں میں سے ایک کلرک بھی مسلمان نہیں۔ ۱۲۔ ڈپٹی انسپکٹروں میں صرف ایک مسلمان ہے۔ اور ۵۶ اسسٹنٹ انسپکٹروں میں صرف دو مسلمان ہیں

مسلم مطالبات

میں نے اپنے بیان میں یہ بھی عرض کیا ہے۔ کہ مسلم مطالبات کو اگر حکومت کشمیر تسلیم کر لے۔ تو مسلمانوں کی آج ہی بے چینی دور ہو سکتی ہے۔ اس لئے لازمی ہے۔ کہ میں ان مطالبات کو بھی آپکے سامنے پیش کر دوں۔ یہ مطالبات میں نے اخبارات کے مطالعہ سے معلوم کئے ہیں۔ اور یہ ہو سکتا ہے۔ کہ یہ مسلمانوں کے مکمل مطالبات نہ ہوں۔

(۱) مسلم پریس کو آزاد کیا جائے۔ پلیٹ فارم کی آزادی ہو لیکن قانون کے احترام کے ساتھ۔

(۲) مسلم رہنماؤں کے داخلہ سے پابندیاں ہٹائی جائیں

(۳) اسمبلی کا قیام

(۴) ملازمتوں میں مسلمانوں کو کم از کم ۷۵ فی صدی حصہ عطا کیا جائے۔

(۵) مالیہ میں مناسب تخفیف کی جائے۔

(۶) زمینداروں کو مالکانہ حیثیت دی جائے۔

(۷) مسلمان "بکر" والوں کو وہی مراعات دی جائیں جو کہ ان کے ہم پیشہ ہندو گدی قوم کو حاصل ہیں۔

(۸) کامل مذہبی آزادی

(۹) ملٹری ٹریننگ سکول میں مسلمان لڑکوں کو بھی داخل کیا جائے

(۱۰) رسالہ اور باڈی گارڈ میں مسلمانوں کو بھی بھرتی کیا جائے

(۱۱) لیبیر کے مسئلہ کو حکومت خاص طور پر حل کرے۔

میرے بچے عزیز مشتاق احمد سلمہ اللہ کی بی اے کے امتحان میں کامیابی پر رعایتی اعلان

یہ رعایت ۱۰ ستمبر ۱۹۳۱ء تک رہے گی

محصول ڈاک بذمہ خریدار

محصول ڈاک بذمہ خریدار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بے بہا خزانہ

صرف بیس سٹ

تبلیغ رسالت:۔ یعنی مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ اس مجموعہ میں حضرت اقدس کے وہ نایاب۔ احباب اشتہارات بڑی محنت سے تلاش کرکے ۱۸۹۰ء سے لے کر ۱۹۰۸ء یوم وفات تک کے کل اشتہارات کتابی صورت میں جمع کر دیئے ہیں۔ جو چار جلدوں میں ہیں۔ یہ وہ اشتہارات ہیں۔ جن کو زمانہ دیکھنے کے لئے بے قرار تھا۔ اور اگر ان کو کتابی صورت میں جمع نہ کر دیا جاتا۔ تو یہ حضور علیہ السلام کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ ضائع ہو جاتا۔ چاروں جلدوں کی مجموعی قیمت چار روپیہ آٹھ آنہ ہے۔ جو صرف دو روپے چار آنہ علاوہ محصولڈاک ملیں گی۔ کوئی تعلیم یافتہ احمدی اس مجموعہ سے محروم نہ رہے۔ صرف ۲۰ سٹ اس کے رعایتی قیمت پر دیئے جائیں گے

غیر احمدیوں کی تردید میں رعایتی سٹ

بیس سٹ

عشرہ سوالات کے جوابات ۸ر مباحثہ مونگھیر ہر دو حصہ ۸ر تحریر حقیقت ۴ر النبوۃ فی الاحادیث ۸ر التنقید بجواب رسالہ قبر مسیح ۳ر احمدی نمبر اول مماثلت یہود ۲ر مکمل سٹ کی مجموعی قیمت دو روپیہ رعایتی ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک ؛

مولوی ثناء اللہ کی تردید میں رعایتی سٹ

صرف بیس سٹ

علماء خلعت ۸ر فیصلہ خدائی چودھویں صدی کا یہودی ۵ر ثنائی فرار ۶ر مرقع ثنائی ۱۲ر ثنائی ہرزہ درائی ۵ر ثنائی ہفوات ۳ر مکمل سٹ کی مجموعی قیمت تین روپیہ رعایتی ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصولڈاک ؛

آریوں کی تردید میں رعایتی سٹ

صرف بیس سٹ

کیفیۃ الوید ۵ر چشمہ ہدایت ۵ر مشین گھی ۲ر پیدائش عالم ۳ر وید کی تعلیم کا آئینہ ۳ر نور الحق ۱ر رسالہ گوشت خوری ۲ر ایک مسلمان کا پیغام ۲ر الحق دہلی اور دھرمپال کا چٹھا ۱ر گائے کی عظمت ۲ر تنبیہ زبان درازان کلام الامام ۲ر آریہ سماج کی عکسی تصویر ۱ر مکمل سٹ کی مجموعی قیمت ۴ر رعایتی ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک ؛

اہل پیغام کے رد میں رعایتی سٹ

صرف بیس سٹ

خلافت محمود ۶ر مصلح موعود ۸ر النبوۃ فی الالہام ۶ر ازہاق الباطل ۲ر مکمل سٹ کی مجموعی قیمت ایک روپیہ رعایتی آٹھ آنہ علاوہ محصولڈاک ؛

اس خوشی میں فاروق کے جدید خریدار کو انعام

جو دوست اس خوشی میں فاروق کی خریداری منظور فرماویں گے۔ ان کو ایک سال کی خریداری پر دو روپیہ کی اور چھ ماہ کی خریداری پر ایک روپیہ کی مندرجہ ذیل کتابیں مفت بطور انعام دی جائیں گی۔ بشرطیکہ چندہ پیشگی ادا کریں۔ سالانہ خریداری کرنے والوں کو تبلیغ رسالت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اشتہارات ابتدا ۱۸۹۰ء سے لیکر ۱۹۰۸ء یوم وفات تک کا مجموعہ قیمتی ایک روپیہ آٹھ آنہ اور تنقید صحیح بر فرقہ بابیہ کے رد میں قیمتی ۸ر۔ یہ دو نو کتابیں چار روپیہ بابت چندہ سالانہ فاروق ۱۹۳۱ء اور چھ آنہ محصولڈاک کتابوں کا جملہ چار روپیہ چھ آنہ کے وی پی بھیجی جائیں گی۔ اس میں کتابوں کی کوئی قیمت نہیں لی جائیگی۔ اور چھ ماہ کی خریداری پر النبوۃ فی الالہام قیمتی چھ آنہ اور ہدایات زرین فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ قیمتی دس آنہ جملہ ایک روپیہ کی دو کتابیں دو روپیہ پانچ آنہ میں بابت چندہ چھ ماہ و محصولڈاک کتب انعامی کا وی پی ارسال ہوگا۔ اس میں کتابوں کی قیمت نہیں لی جائیگی۔ صرف چھ ماہ کا چندہ فاروق اور انعامی کتابوں کا محصولڈاک ۵ر وصول کیا جائے گا۔ لہذا احباب اس ایسے موقعہ سے پورا فائدہ حاصل کریں۔ اور اپنی لائبریریوں کو ان کتابوں سے مکمل فرمائیں ؛

فاروق کی خریداری پر ایک اور رعایت

جو دوست فاروق کے واسطے چار خریدار نئے سال چندہ ادا کرنے والے اس سال میں عطا فرماویں گے۔ ان کو سال بھر تک فاروق مفت بلا کسی چندہ کے ملتا رہے گا۔ ان چاروں خریداروں کو خریداری سالانہ پر دو دو روپیہ کی انعامی کتب حسب تجویز مندرجہ صدر بطور انعام الگ دی جائیں گی۔ اس لئے دوست کوشش فرماکر چار چار نئے خریدار جو چار روپیہ سالانہ چندہ ادا کریں۔ عطا فرماکر اس مزید رعایت سے مستفید ہوں۔ اور اگر چھ ماہ کی خریداری والے چار خریدار دیں گے۔ تو اس پر بھی خریدار دینے والے صاحب کو چھ ماہ تک فاروق مفت بھیجا جائیگا۔ اور نئے خریداروں کو ایک روپیہ کی انعامی کتب حسب تجویز بالا بطور انعام بھی دی جائیں گی۔ محصولڈاک کتابوں کا بذمہ خریداران ہوگا ؛

نوٹ نمبر ۱۔ ہر ایک سٹ صرف بیس کی تعداد تک رعایتی قیمت پر دیا جائیگا۔ اس سے زائد درخواستیں منظور نہ ہوں گی ؛

نوٹ نمبر ۲۔ ہر ایک سٹ مکمل منگانا ہوگا۔ الگ الگ اگر کوئی کتاب منگائیں گے۔ تو پوری قیمت پر ملیگی ؛

نوٹ نمبر ۳۔ جو خریداران تمام مندرجہ بالا سٹ کی کتابوں میں کچھ تغیر و تبدل کرنا چاہیں۔ تو وہ انہی سٹوں کی کتابوں سے تبدیلی کرکے اپنے لئے مکمل سٹ منگا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ ایک روپیہ سے کم قیمت کی کتابیں علاوہ محصولڈاک نہ ہوں ؛

دس ۱۰ فاروق نصف قیمت میں

خدا کے فضل و کرم سے میرا بچہ مشتاق احمد سلمہ اللہ بی۔ اے کے سائنٹفک آنرز کے امتحان فزکس میں بھی پاس ہو گیا ہے۔ اس کی خوشی میں دس پرچے فاروق کے میں ایک سال کے واسطے نصف قیمت میں جاری کرنا چاہتا ہوں۔ جو دوست پوری قیمت ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ مگر فاروق کو پڑھنے کے شائق ہیں۔ وہ جلد سے جلد مبلغ دو روپیہ نصف چندہ ایک سال کے واسطے بذریعہ منی آرڈر ارسال فرماکر فاروق اپنے نام جاری کرالیں۔ یا وی پی کی اجازت دیں۔ ان کے نام دو روپیہ چار آنہ کا معہ محصولڈاک وی پی ہوگا۔ اور جو دوست استطاعت رکھتے ہوں۔ وہ نصف قیمت اسی حساب سے ارسال فرماکر کسی غیر احمدی یا کم استطاعت احمدی کے نام فاروق ایک سال کے واسطے جاری کرا دیں۔ اور اشاعت و تبلیغ کا ثواب گھر بیٹھے حاصل کریں۔ یہ رعایتی فاروق اس سال کی جلد سے جاری کیا جائیگا۔ تاکہ فائل مکمل رہے اور سلسلہ مضمون جو مختلف پرچوں میں نکلتا رہا ہے۔ وہ مسلسل ان کے پاس پہنچ جائے۔ اس وقت ۱۸ پرچے جلد کے نکلے ہیں ؛ (ایڈیٹر فاروق)

المشتہر

میر قاسم علی ایڈیٹر فاروق قادیان پنجاب ضلع گورداسپور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— لاہور میں ۳۰ راگست کو حکومت پنجاب کی طرف سے مغل پورہ کالج تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ بر سرکاری قرار داد شائع ہوگئی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ کالج کے پرنسپل وٹیکر سے جو بیان منسوب کیا گیا تھا۔ اس کے متعلق کمیٹی کی رائے ہے کہ صحیح الفاظ کی تحقیق کرنا نہایت دشوار ہے۔ تاہم کپتان مذکور نے ۱۳ رمئی کو بعض ایسی باتیں کہیں۔ جن سے ممکن ہے اس کا مقصد کسی کی دلآزاری نہ ہو۔ مگر اس سے غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان ضرور تھا۔ لیکن ہڑتال کے بعد اس نے ان کے ارتفاع کی ہر ممکن کوشش کی۔ اور کمیٹی کے سامنے بھی اس نے اظہار تاسف کیا ہے۔ اور جب حقیقت یہ ہے کہ پرنسپل نے جو کچھ کیا۔ وہ مسلم طلباء کے جذبات کو صدمہ پہنچانے کے لئے نہیں کیا۔ تو ملت اسلامیہ کے جذبات کو مجروح کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا۔ کمیٹی کی سفارش پر مستعفی طلباء کو دوبارہ داخل کر لیا جائے گا۔ بشرطیکہ وہ پندرہ روز کے اندر اندر پرنسپل کی خدمت میں درخواست کریں۔ اپنی حرکات پر اظہار افسوس کریں۔ اور آئندہ پابندی آئین کا اقرار کریں۔ باقی داخلہ میں بے قاعدگیاں فنڈز میں بے انتظامی۔ طریق تعلیم میں نقائص وغیرہ کے متعلق محکمانہ تحقیقات کرائی جائیگی۔ یہ فیصلہ نہایت ہی افسوسناک ہے۔

—— ۱۵ راگست کو جب مقدمہ سازش دہلی کی سماعت ہو رہی تھی۔ تو پراسیکیوٹنگ انسپکٹر پولیس ملزموں کے نزدیک کھڑا ہو گیا۔ ملزموں نے اسے ہٹ جانے کو کہا۔ مگر اس نے انکار کیا اس پر ایک ملزم نے اس کے منہ پر تھپڑ اور ایک جوتی رسید کر دی۔

—— گاندھی جی معہ اپنی پارٹی کے جہاز کے درجہ دوم میں سوار ہوئے ہیں۔ کیونکہ اس سے کم درجہ اس جہاز پر نہ تھا۔

—— چین اور جاپان میں بے حد کشیدگی پائی جاتی ہے۔ اہل چین نے جاپانی مال کا بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ مگر اس کے باوجود سیلاب کی وجہ سے چین میں جن لوگوں پر تباہی آئی۔ ان کی امداد کے لئے شاہ جاپان نے دس ہزار پونڈ عطا کیا ہے۔

—— ایک پیغام کے دوران میں نئے وزیر ہند نے کہا ہے کہ برطانیہ ہندوستان کا صادق ترین دوست ہے جو مشکلات پر قابو پانے کے لئے صدق دلی سے کوشش کر رہا ہے۔

—— کانگریس کی ورکنگ کمیٹی نے نوجوانوں کے متعلق جو ریزولیوشنز پاس کیا تھا۔ اس پر نوجوانوں کے اظہار ناراضگی کا ذکر انہی دنوں میں کیا جا چکا ہے۔ ۳۰ ر اگست کو امرتسر کے نوجوانوں نے اس ریزولیوشن کے خلاف پروٹسٹ ڈے منایا۔

—— لندن سے آمدہ خبروں سے پایا جاتا ہے۔ کہ وہاں کے سرکاری حلقوں میں مسٹر جارج کے نائب وزیر ہند مقرر ہونے کی توقع ہے۔ اس سلسلہ میں سر سپرو اور مسٹر آئزک فٹ کا نام بھی لیا جا رہا ہے۔

—— سکھوں کے اکالی دل نے ایک جلسہ میں گوردوارہ ایکٹ کو ناقص اور نقصان دہ قرار دیا ہے۔ اور اعلان کر دیا ہے۔ کہ ڈسکہ کے قضیہ کے بعد وہ ان تمام گوردواروں پر مورچہ لگائیں گے۔ جن کے متعلق عدالتوں سے ان کے خلاف فیصلہ ہوا ہے۔

—— کمشنر لاہور نے ترقی دیہات سوسائٹی کے نام سے ایک نئی انجمن کی بنیاد رکھی ہے۔ جو دیہات کی ترقی کی مہم شروع کرے گی۔ اس سوسائٹی کی طرف سے ایک ہفتہ وار باتصویر اخبار بھی جاری کیا جائیگا۔

—— معلوم ہوا ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خاں کے لئے حکومت نے تعزیری پولیس منظور کر دی ہیں۔

—— ڈسکہ میں ستیہ گرہ کے لئے سکھوں کا جو جتھا ۱۳ ر ستمبر کو جائے گا۔ اس کے جتھے دار ماسٹر تارا سنگھ خود ہوں گے۔

—— لندن کے کان کنوں کی فیڈریشن کے ایگزیکٹو افسران نے ارکان کو ہدایت کی ہے۔ کہ ٹریڈ یونین کانگرس اور لیبر پارٹی کے ساتھ مل کر جدید حکومت کی پرزور مخالفت کریں۔

—— فرانس اور پولینڈ حکومت روس کے ساتھ معاہدہ کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر یہ ہو گیا۔ تو بحر اسود اور فن لینڈ کے درمیان کا راستہ مسدود ہو جائے گا۔ اور جرمنی بر اعظم سے علیحدہ ہو جائے گا۔ جرمن اخبارات اسے تشویش کی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔

—— لندن کی ایک خبر سے پایا جاتا ہے کہ جدید حکومت کے قیام سے برطانی سکے کی شرح مبادلہ بڑھ گئی ہے۔ امریکہ اور فرانس میں برطانوی طلائی سکہ کی قیمت میں اضافہ ہو گیا ہے۔

—— چونکہ جدید حکومت کے ساتھ مل جانے کی وجہ سے مسٹر ریمزے میکڈانلڈ لیبر پارٹی سے نکل گئے ہیں۔ اس لئے اب انکی جگہ مسٹر ہینڈرسن اس پارٹی کے رہنما مقرر ہوئے ہیں۔

—— بغاوت برما کے تیسرے مقدمہ کا فیصلہ سپیشل ٹریبیونل نے سنا دیا ہے۔ گیارہ ملزموں کو سزائے موت اور ۸ کو عمر قید کی سزا دی گئی ہے۔ ۲ کو بری کر دئے گئے ہیں۔

—— پنجاب پراونشل کانگرس کمیٹی نے آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے پاس کردہ ریزولیوشن کی تعمیل میں نیشنل ملیشیا (قومی فوج) قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ماتحت کانگرس کمیٹیوں سے درخواست کی گئی ہے کہ جلد از جلد بیس ہزار والنٹیر مہیا کریں۔

—— مہاراجہ صاحب بنارس نے اپنی مسند نشینی کے سلسلہ میں ایک لاکھ روپیہ کی مال گذاری معاف کر دی ہے۔ اور حدود ریاست میں ابتدائی تعلیم مفت جاری کر دی ہے۔

—— گورنمنٹ ہند کے دفاتر ۱۷ اکتوبر کو شملہ میں بند ہو جائیں گے اور ۱۹ کو دہلی میں کھلیں گے۔

—— انگریزی کا مشہور اخبار سٹیٹسمین چونکہ ہندوؤں کے حسب منشاء مقالات وغیرہ نہیں لکھتا۔ اس لئے کلکتہ کارپوریشن نے فیصلہ کیا ہے کہ بلدیہ کے اشتہارات اسے نہ دئے جایا کریں۔

—— گاندھی جی نے جہاز پر سوار ہونے سے قبل ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندے سے کہا۔ اگرچہ افق پر کوئی ایسی چیز نہیں جسے دیکھ کر امید قائم ہو سکے۔ لیکن میرا ایمان خدا پر ہے۔ اور مجھے امید ہے وہ مجھ سے انسانیت کی خدمت لے گا۔ میں ہندوستان کی ہر جماعت کے مفاد کی نگرانی کروں گا۔ مالوی جی کا یہ پیغام تھا۔ کہ اتحاد رواداری کو ترقی دو۔ امیدیں بلند اور دل مضبوط رکھو۔ سوراج آ رہا ہے۔ میں تمام مختلف العقائد جماعتوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ بین الملی اتحاد کو ترقی دیں۔ مسز سروجنی نائیڈو نے کہا۔ ہندوستان کی عزت کو برقرار رکھنے کے لئے اولین ضرورت یہ ہے کہ ہندو مسلم اختلافات کا تصفیہ ہو جائے۔

—— سری نگر کی خبریں مظہر ہیں۔ کہ ریاست سے عارضی صلح کے خلاف مسلمان پبلک میں سخت ناراضگی پھیل گئی ہے اور لوگ صلح کرنے والے لیڈروں کے خلاف ناراضگی کا اظہار کر رہے ہیں۔

—— سیالکوٹ۔ ۳۱ راگست۔ آج ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت ۱۴ دن کے لئے شہر کی حدود میں ہر قسم کے جلوس بند کر دئے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ حکم مسلم احراروں کی طرف سے کشمیر کو جتھے بھیجنے کے سلسلے میں ہے۔

—— چٹاگانگ ۳۰ راگست۔ خان بہادر احسان اللہ پولیس انسپکٹر کو جو چٹاگانگ کے اسلحہ خانہ پر ڈاکے کی واردات

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔